سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر گالیاں نکالنے، توہینِ انبیاءؑ اور توہین صحابہؓ کے الزمات کا جواب

از انصر رضا مبلغ ومربی احمدیہ مسلم جماعت وان، کینیڈا

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مخالفین احمدیت توہین انبیاء علیہم السلام، توہین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور گالیاں نکالنے کے الزامات عائد کرتے ہیں۔ تاریخ انبیاء علیہم السلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر نبی پر اس کے مخالفین نے منجملہ دیگر الزامات کے یہ الزام بھی لگایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''مَا یُقَالُ لَکَ اِلَّا مَا قَدْ قِیْلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِکَ'' (حٰم سجدۃ41:44 -) تجھے کچھ نہیں کہا جاتا مگر وہی جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہا گیا۔ سیرت النبی ﷺ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کے مخالفین نے آپ پر بھی گالیاں دینے اور توہین انبیاء کے الزامات لگائے تھے۔

”واللہ کسی نے اپنی قوم کو اس مصیبت میں نہیں ڈالا ہو گا جو مصیبت تم نے ہم پر کھڑی کر رکھی ہے، تم ہمارے باپ دادوں کو گالیاں دیتے ہو، ہمارے دین کو برا کہتے ہو، ہمارے بزرگوں کو بیوقوف بناتے ہو، ہمارے معبودوں کو برا کہتے ہو، تم نے ہم میں تفریق ڈال دی، لڑائیاں کھڑی کر دیں۔ واللہ آپ نے ہمیں کسی برائی کے پہنچانے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی۔“ (تفسیر ابن کثیر (زیر آیت 90-93، سورۃ بنی اسرائیل)

”قریش کا وفد: ابن اسحاق کہتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت لوگ تھے یہ سب ابوطالب کے پاس آئے اور کہا اے ابوطالب یا تو تم اپنے بھتیجے یعنی حضورؐ کو منع کرو کہ وہ ہمارے بتوں کو برا نہ کہے اور ہمارے باپ دادا کو جاہل اور گمراہ نہ بتائے۔ ورنہ ہم کو اجازت دو کہ ہم خود اس سے سمجھ لیں۔“ (سیرت ابن ہشام جلد اول صفحہ 170)۔

”قریشی سفیروں کی ایک اور ترکیب: ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں عمرو بن عاص جب نجاشی کے پاس سے باہر نکلا تو اس نے کہا خدا کی قسم! میں کل ایسی ترکیب کروں گا جس سے ان لوگوں کا پورا استیصال ہو جائے گا۔ عبد اللہ بن ربیعہ جو ایک رحم دل شخص تھا اُس نے کہا ایسا نہ کرنا چاہئے کیونکہ پھر آخر یہ لوگ ہمارے رشتہ دار ہیں۔ اگرچہ دین میں ہمارے مخالف ہو گئے ہیں تو ہو جائیں مگر ایسا نہ کرنا چاہئے۔ عمرو بن عاص نے کہا ہرگز نہیں۔ میں کل نجاشی سے ضرور کہوں گا کہ یہ لوگ حضرت عیسیٰ بن مریم کی نسبت ایک سخت بات کہتے ہیں۔ چنانچہ دوسرے روز نجاشی سے اس نے یہ بات کہی۔ نجاشی نے صحابہؓ کو طلب کیا تاکہ ان سے دریافت کرے۔“ (سیرت ابن ہشام۔ جلد اوّل۔ صفحہ:217)

انبیاء علیہم السلام کے علاوہ بزرگانِ امّت پر بھی گالیاں نکالنے اور توہینِ انبیاءؑ وصلحاءِ امت کی توہین کے الزامات کئے جاتے رہے ہیں۔ یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ سنّی بریلوی فرقہ کے لوگ سنّی دیوبندی اور غیر مقلّد اہلحدیث حضرات کو توہینِ انبیاءؑ وصلحاء کے مرتکب گردانتے اور اس بناء پر ان پر کفر کے فتوے عائد کرتے رہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں ایک دیوبندی عالم کی اپنے مسلّمہ بزرگوں کی بظاہر توہین آمیز عبارات کی وضاحت ملاحظہ فرمایئے جو انہیں اس وقت یاد نہیں آتی جب یہ علماء یہی طرزِ عمل اختیار کرتے ہوئے اسی قسم کے الزامات سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر عائد کرتے ہیں، گویا اوروں کو نصیحت اور خود میاں فضیحت:

”چند جستہ جستہ کٹی عبارات سے دیکھ کر اتنے بڑے عالم اور ولی کامل کے عقائد کا تجزیہ کرنے بیٹھ جانا عدل وانصاف سے دور ہے اور نہ یہ اہل علم کا دستور ہے۔ ان کتابوں کو غور سے دیکھیں بالاستیعاب دیکھیں اور بار بار دیکھیں۔۔۔ توحید خالص کے بیان اور شرک کی مذمت کو انبیاء واولیاء کی توہین سمجھنے لگ جانا ایک بڑی غلطی اور حماقت ہے۔ مسلمان جب یہ کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ خدا کے بیٹے اور شریک نہیں تو نادان عیسائی اسے حضرت عیسیٰ کی توہین سمجھنے لگ جاتے ہیں۔“(شاہ اسمٰعیل محدّث دہلوی شہید بالاکوٹ از علامہ خالد محمود۔ صفحہ:62)

”جو لوگ اسلام کے عقیدۂ توحید میں ترمیم کر رہے تھے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا بیان توحید ان پر ضرب کاری تھا، انتقامی جذبے کے ساتھ انہوں نے مولانا شہیدؒ کے خلاف یہ کاروائی کی کہ ان کے بیان توحید کو انبیاء علیہم السلام کی شان میں تنقیص کہنا شروع کر دیا حالانکہ اللہ عزّوجل کی توحید میں انبیاء ومرسلین کی ہرگز توہین نہ تھی۔“ (شاہ اسمٰعیل محدّث دہلوی شہید بالاکوٹ۔ از علامہ خالد محمود۔ صفحہ:92)

سب وشتم کی تعریف

عربی زبان میں گالی کو ”سبّ“ اور ”شتم“ کہتے ہیں جو کہ ہم معنی الفاظ ہیں۔ عربی زبان کی ایک مشہور اور مستند لغت ”لسان العرب“ میں لفظ ”سبب“ کے تحت ایک حدیث ”سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوْقٌ وَ

قِتَالُهٗ كُفْرٌ '' بیان کر کے سبّ کا معنی لکھا ہے ''السَبُّ : الشَّتْمُ '' یعنی سب کا مطلب ہے گالی۔ یہی معنی ایک اور مشہور و مستند لغت ''تاج العروس'' میں بھی لکھے ہیں۔ علامہ راغب اصفہانی کی مشہور کتاب ''المفردات'' میں لفظ سبب کے تحت لکھا ہے: ''والسَّبُّ الشَّتْمُ الْوَجِيْع''۔ اس کے اردو ترجمہ از شیخ الحدیث مولانا عبدہٗ فیروز پوری میں لکھا ہے: ''السَّبٌّ کے معنی مغلظات اور فحش گالی دینا کے ہیں۔ ''

احادیث میں بیان کردہ سب وشتم کے الفاظ

مندرجہ ذیل احادیث میں نہ صرف ''سبّ'' کا لفظ نبی اکرم ﷺ کے متعلق استعمال کیا گیا ہے بلکہ وہ الفاظ بھی آپؐ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ کی نسبت سے بیان کئے گئے ہیں جو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریرات میں بھی پائے جاتے ہیں اور جنہیں گالیاں قرار دے کر مخالفین احمدیت ہم پر طعن کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا غیر احمدی مسلمان علماء، نعوذ باللہ، نبی اکرم ﷺ اور آپؐ کے صحابہ کرامؓ پر بھی گالیوں کا الزام عائد کریں گے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں تو پھر انہی الفاظ کے استعمال پر سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کیوں ملزم ٹھہرایا جاتا ہے؟

بخاری کتاب اللباس باب وَصْلِ فِي الشَّعَرِ میں بیان کیا گیا ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے مصنوعی بال لگوانے والیوں اور لگانے والیوں پر لعنت کی ہے۔ اس کے لئے جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں وہ ہیں: ''فَسَبَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ '' اور ''لَعَنَ النَّبِيُّ ﷺ الْوَاصِلَةَ وَالْمُسْتَوْصِلَةَ ''

مسند احمد بن حنبل کتاب جمع الصلوٰۃ فی السفر والحضر میں درج ایک حدیث کے مطابق غزوہ تبوک پر روانہ ہوتے وقت نبی اکرم ﷺ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تبوک میں ایک چشمہ ہے۔ جو کوئی وہاں پہلے پہنچ جائے وہ اس کے پانی کو اس وقت تک نہ چھوئے جب تک میں نہ پہنچ جاؤں۔ جب نبی اکرم ﷺ وہاں پہنچے تو دیکھا کہ دو آدمی وہاں پہلے پہنچ چکے تھے۔ آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تم نے پانی کو چھوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ اس پر آپ نے انہیں برا بھلا کہا اور جو بھی اللہ نے چاہا آپؐ نے انہیں کہا یعنی خوب ڈانٹا۔ حدیث کے الفاظ ہیں: ''فَسَبَّهُمَا رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ وَقَالَ لَهُمَا مَا شَآءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقُولَ''۔ حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ حدیث مسلم کی شرائط کے مطابق صحیح ہے اور مؤطا، عبد الرزاق، الدارمی، مسلم، ابوداؤد، النسائی اور ابن خزیمہ میں بھی ہے۔ اس کے علاوہ یہ حدیث مسند الشاشی میں بھی درج ہے۔

باپ کی شرمگاہ

''وَعَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يقولُ: ''مَنْ تَعَزَّى بِعَزَاءِ الْجَاهِلِيَّةِ، فَأَعِضُوْهُ بِهَنِ اَبِيْهِ وَلَا تَكْنُوْا'' رَوَاهُ فِيْ شَرحِ السُّنَّةِ'' اُبَیّ بن کعبؓ بیان کرتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا۔ آپؐ نے فرمایا: جو شخص جاہلی نسب کی طرف نسبت کرتا ہے (اور فخر کرتا ہے) تو تم اسے کہو کہ اپنے باپ کی شرمگاہ اپنے منہ میں لے اور اس میں ہرگز کنایہ نہ کرو (شرح السنہ)'' (مشکوٰۃ۔ باب المفاخرۃ والعصبیۃ (فخر اور جاہلی تعصب کی ممانعت)۔ الفصل الثانی)

بندرو اور سؤرو کے بھائیو!

''محمد بن عمر کی روایت ہے کہ حضرت ابو قتادہ نے فرمایا جب ہم بنی قریظہ پر پہنچے تو ہم نے محسوس کیا کہ ان لوگوں کو لڑائی کا یقین ہو چکا ہے۔ حضرت علی نے قلعہ کی جڑ میں جھنڈا گاڑ دیا۔ ان لوگوں نے اپنی گڑھیوں کے اندر سے ہی گالیوں سے ہمارا استقبال کیا۔ رسول اللہ ﷺ اور آپ کی بیویوں کو گالیاں دینے لگے مگر ہم خاموش رہے اور ہم نے کہہ دیا ہمارا تمہارا فیصلہ تلوار سے ہو گا۔ رسول اللہ ﷺ بھی پہنچ گئے اور ان کے قلعہ کے قریب بنی قریظہ کے پتھریلے میدان کے نشیبی جانب چاہ انا پر نزول فرمایا۔ حضرت علی نے حضور ﷺ کو دیکھا تو مجھے حکم دیا کہ میں جھنڈا پکڑ لوں۔ میں نے جھنڈا پکڑ لیا۔ حضرت علی کو یہ بات پسند نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ کے کان میں ان لوگوں کی گالیاں اور گندے الفاظ پہنچیں۔ اس لئے عرض کیا یارسول اللہ اگر آپ ان خبیثوں کے قریب نہ پہنچیں تو کچھ حرج نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے واپس جانے کا مشورہ دے رہے ہو۔ میرا خیال ہے کہ تم نے ان سے کچھ گندے الفاظ سن لئے ہیں۔ حضرت علی نے کہ جی ہاں۔ فرمایا اگر وہ مجھے دیکھ لیتے تو کچھ بھی اس طرح کی بات نہ کہتے۔ غرض رسول اللہ ﷺ آگے بڑھے۔ آگے آگے اسید بن حضیر تھے۔ اسید نے کہا اے اللہ کے دشمنو جب تک تم بھوکے نہ مر جاؤ گے ہم تمہارے قلعوں سے نہیں ہٹیں گے۔ تم ایسے ہو جیسے بھٹ کے اندر لومڑی۔ بنی قریظہ نے کہا اے ابن حضیر خزرج کے مقابلہ میں ہم نے تم سے معاہدہ کیا تھا۔ حضرت اسید نے کہا اب میرے تمہارے درمیان نہ کوئی معاہدہ باقی ہے اور نہ رشتہ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ یہودیوں کی گڑھی کے قریب پہنچ گئے اور اتنی اونچی آواز سے یہودیوں کے کچھ سرداروں کو پکارا کہ انہوں نے آواز سن لی اور فرمایا اے بندروں اور سؤروں کے بھائیو اور اے بتوں (یا شیطان) کی پرستش کرنے والو جواب دو کیا اللہ نے تم کو رسوا کر دیا اور تم پر اپنا عذاب نازل فرما دیا۔ کیا تم مجھے گالیاں دیتے ہو۔ (اندرون حصن سے) ان لوگوں نے قسمیں کھا کر کہا ابو القاسم ہم نے ایسا نہیں کیا آپ تو جاہل نہیں ہیں۔ دوسری روایت میں جاہل کی جگہ فحش گو کا لفظ آیا ہے۔'' (تفسیر مظہری۔ زیر آیت 33:28 سورۃ الاحزاب ''واورثکم ارضھم۔۔۔ واقعہ بنی قریظہ)

گالی کے جواب میں گالی دو!

''فتح مکہ کے موقع پر ہبار صحابہ کے ہاتھ نہیں آسکے۔ بعد میں وہ مسلمان ہو گئے تھے اور بہت پختہ سچے مسلمان بنے۔ کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد جب وہ مسلمان ہو گئے اور ہجرت کر کے مدینے پہنچے تو

لوگوں نے ان کو گالیاں دینی شروع کیں۔ اس پر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا۔"اب تمہیں جو شخص بھی گالیاں دے تم بھی اس کو گالیاں دو!" چنانچہ اس کے بعد لوگوں نے ان کے خلاف اپنی زبانیں روک لیں۔" (سیرۃ حلبیہ جلد سوم نصف اوّل۔ صفحہ 279۔ ناشر دار الاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی۔ سن اشاعت مئی 2009ء)

اللات کی شرمگاہ

''وَإِنِّي لأَرَى أَشْوَابًا مِنَ النَّاسِ خَلِيقًا أَنْ يَفِرُّوا وَيَدَعُوكَ. فَقَالَ لَهُ أَبُو بَكْرٍ: امصص بِبَظْرِ اللاتِ، أَنَحْنُ نَفِرُّ عَنْهُ وَنَدَعُهُ'' (عروۃ بن مسعود نے رسول اللہ ﷺ سے گفتگو کرتے ہوئے آپؐ کے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) اور یقیناً میں انہیں پنج قسم کے افراد دیکھتا ہوں جو آپ کو چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے۔ اس پر حضرت ابو بکرؓ نے کہا کہ اللات کی شرمگاہ چوس۔ کیا ہم انہیں چھوڑ کر فرار ہو جائیں گے؟(بخاری کتاب الشروط۔ باب الشروط فی الجھاد والمصالحۃ مع اھل الحرب و کتابۃ الشروط)

حضرت ابو بکرؓ کے قول "امصص ببظر اللات" کی تشریح کرتے ہوئے امام الشوکانی لکھتے ہیں:

''واللّات: اسمُ أحدِ الأصنامِ الّتي كانت قريشٌ و ثقيفٌ يعبدونها، و كانت عادةُ العربِ الشَّتمَ بذلك ولكن بلفظِ الأمِّ. فأرادَ أبو بكرٍ المبالغةَ في سبِّ عروةَ بإقامةِ من كانَ يعبدها مقامَ أُمِّهِ، وَ حملهُ علىٰ ذلكَ ما أغضبهُ من نسبةِ المسلمينَ إلىٰ الفرارِ۔ و فيهِ: جوازُ النُّطقِ بما يُستبشعُ من الألفاظِ لإرادةِ زجرِ من بدا منهُ ما يستحقُّ بهِ ذلك۔''

اللات ان بتوں میں سے ایک کا نام ہے جس کی قریش اور ثقیف عبادت کیا کرتے تھے۔ یہ عربوں کی عادت تھی کہ وہ اس طرح گالی دیا کرتے تھے لیکن اس میں ماں کا لفظ استعمال کرتے تھے۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے عروۃ کو گالی دینے میں مبالغہ کا ارادہ کرتے ہوئے اللات کا نام لیا کیونکہ جس کی وہ عبادت کرتے تھے وہ ان کی ماں کے برابر تھی۔ اور اس پر اس حملہ کی وجہ یہ تھی کہ عروۃ نے مسلمانوں کی طرف فرار کی نسبت کرتے ہوئے حضرت ابو بکرؓ کو غصہ دلا دیا تھا۔ ایسے کلام کا جواز یہ ہے کہ جو شخص اس طرح کے الزامات لگائے اسے ڈانٹنے کے لئے ایسی بات کہنی جائز ہے کیونکہ اس نے ابتداء کرتے ہوئے خود کو ان الفاظ کا مستحق ٹھہرا لیا تھا۔(نیل الاوطار۔ المجلد العاشر۔ أبواب الأمان والصلح والمهادنة۔ صفحہ:36)

خوارج دوزخ کے کتے

"ابو غالب کہتے ہیں کہ حضرت ابو امامہؓ نے کچھ سروں کو دمشق کی سیڑھی پر لٹکے ہوئے دیکھا تو فرمایا: یہ دوزخ کے کتے اور آسمان کی چھت کے نیچے کے بدترین مخلوق ہیں۔ اور بہترین مخلوق وہ ہیں جو ان کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ پھر یہ آیت پڑھی "یوم تبیض وجوہ" (یعنی جس دن کچھ چہرے سفید ہوں گے)۔ راوی کہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے یہ آنحضرت ﷺ سے سنا؟ فرمایا: اگر میں نے ایک دو یا تین چار یہاں تک کہ سات مرتبہ نہ سنا ہوتا تو ہرگز تم لوگوں کے سامنے بیان نہ کرتا۔ یعنی کئی مرتبہ سنا ہے۔" (جامع ترمذی۔ ابواب تفسیر القرآن(

گالی کی تعریف

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی تحریرات میں استعمال ہونے والے سخت الفاظ کی وضاحت فرمائی ہے کہ خلاف واقعہ بات تو گالی ہو سکتی ہے لیکن بیان واقعہ کو دشنام دہی میں شامل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر ایسا ہو تا تو پھر یہی الفاظ قرآنِ کریم میں بھی بیان کئے گئے ہیں جو معترضین کے معیار کی رو سے، نعوذ باللہ، گالی ٹھہرتے ہیں۔ بعینہٖ یہی وضاحت ایک سنّی بریلوی عالم نے کی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے یہ حوالہ جات:

ہم اور ہمارے نکتہ چین

"بعضے صاحبوں نے نکتہ چینی کے طور پر اس عاجز کی عیب شماری کی ہے۔ اور اگرچہ انسان عیب سے خالی نہیں اور حضرت مسیح کا یہ کہنا سچ ہے کہ میں نیک نہیں ہوں، نیک ایک ہی ہے یعنی خدا۔ لیکن چونکہ ایسی نکتہ چینیاں دینی کارروائیوں پر بد اثر ڈالتی ہیں اور حق کے طالبوں کو رجوع لانے سے روکتی ہیں اس لئے برعایت اختصار بعض نکتہ چینیوں کا جواب دیا جاتا ہے۔ پہلی نکتہ چینی اس عاجز کی نسبت یہ کی گئی ہے کہ اپنی تالیفات میں مخالفین کی نسبت سخت الفاظ استعمال کئے ہیں جن سے مشتعل ہو کر مخالفین نے اللہ جلّشانہ اور اس کے رسول کریم کی بے ادبی کی اور پُر دشنام تالیفات شائع کردیں۔ قرآن شریف میں صریح حکم وارد ہے کہ مخالفین معبودوں کو سبّ اور شتم سے یاد مت کرو تا وہ بھی بے سمجھی اور کینہ سے خدائے تعالیٰ کی نسبت سبّ و شتم کے ساتھ زبان نہ کھولیں لیکن اس جگہ برخلاف طریق ماموریہ کے سبّ و شتم سے کام لیا گیا۔ اما الجواب پس واضح ہو کہ اس نکتہ چینی میں معترض صاحب نے وہ الفاظ بیان نہیں فرمائے جو اس عاجز نے بزعم ان کے اپنی تالیفات میں استعمال کئے ہیں اور جو درحقیقت سبّ و شتم میں داخل ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ جہاں تک مجھے معلوم ہے میں نے ایک لفظ بھی ایسا استعمال نہیں کیا جس کو دشنام دہی کہا جائے۔ بڑے دھوکہ کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ دشنام دہی اور بیان واقعہ کو ایک ہی صورت میں سمجھ لیتے ہیں۔ اور ان دونوں مفہوموں میں فرق کرنا نہیں جانتے۔ بلکہ ایسی ہر ایک بات کو جو دراصل ایک واقعی امر کا اظہار ہو اور اپنے محل پر چسپاں ہو محض اس کو کسی قدر مرارت کی

وجہ سے جو حق گوئی کے لازم حال ہوا کرتی ہے دشنام دہی تصور کر لیتے ہیں۔ حالانکہ دشنام اور سبّ اور شتم فقط اس مفہوم کا نام ہے جو خلاف واقعہ اور دروغ کے طور پر محض آزار رسانی کی غرض سے استعمال کیا جائے۔ اور اگر ہر ایک سخت اور آزاردہ تقریر کو محض بوجہ اس کے کہ مرارت اور تلخی اور ایذا رسانی کے دشنام کے مفہوم میں داخل کر سکتے ہیں تو پھر اقرار کرنا پڑے گا کہ سارا قرآن شریف گالیوں سے پر ہے۔ کیونکہ جو کچھ بتوں کی ذلت اور بت پرستوں کی حقارت اور انکے بارہ میں لعنت ملامت کے سخت الفاظ قرآن شریف میں استعمال کئے گئے ہیں یہ ہر گز ایسے نہیں ہیں جن کے سننے سے بت پرستوں کے دل خوش ہوئے ہوں، بلکہ بلاشبہ ان الفاظ نے ان کے غصہ کی حالت کی بہت تحریک کی ہو گی۔ کیا خدائے تعالیٰ کا کفار مکہ کو مخاطب کر کے یہ فرمانا کہ انکم وما تعبدون من دون اللّٰہ حصب جہنم۔ معترض کے من گھڑت قاعدہ کے موافق گالی نہیں ہے کیا خدائے تعالیٰ کا قرآن شریف میں کفار کو شر البریہ قرار دینا اور تمام رذیل اور پلید مخلوق سے انہیں بدتر ظاہر کرنا یہ معترض کے خیال کی رو سے دشنام دہی میں داخل نہیں ہو گا؟ کیا خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں واغلظ علیہم نہیں فرمایا۔ کیا مومنوں کی علامات میں اشدّاء علی الکفار نہیں رکھا گیا۔" (ازالۂ اوہام۔ حصہ اوّل، صفحہ۔ 8,9 روحانی خزائن جلد۔ 3 صفحہ 108,109)

انجیل میں استعمال کئے گئے سخت الفاظ بیان کرنے کے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"مگر سوال تو یہ ہے کہ کیا یہ مقدّس لوگ پرلے درجہ کے غیر مہذّب تھے کیا زمانہ حال کی موجودہ تہذیب کی ان کو بُو بھی نہیں پہنچی تھی؟ اس سوال کا جواب ہمارے سیّد و مولیٰ مادر و پدرم براو فدا باد حضرت ختم المرسلین سیّد الاوّلین والآخرین پہلے سے دے چکے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب یہ آیتیں اتریں کہ مشرکین رجس ہیں پلید ہیں شرّ البریہ ہیں سفہاء ہیں اور ذریّت شیطان ہیں اور ان کے معبود وقود النار اور حصب جہنم ہیں تو ابو طالب نے آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کو بُلا کر کہا کہ اے میرے بھتیجے اب تیری دشنام دہی سے قوم سخت مشتعل ہو گئی ہے اور قریب ہے کہ تجھ کو ہلاک کریں اور ساتھ ہی مجھ کو بھی۔ تُو نے ان کے عقلمندوں کو سفیہ قرار دیا اور ان کے بزرگوں کو شرّ البریہ کہا اور ان کے قابل تعظیم معبودوں کا نام ہیزم جہنم اور وقود النار رکھا اور عام طور پر اُن سب کو رجس اور ذریّت شیطان اور پلید ٹھہرایا میں تجھے خیر خواہی کی راہ سے کہتا ہوں کہ اپنی زبان کو تھام اور دشنام دہی سے باز آ جا ورنہ میں قوم کے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتا۔ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے جواب میں کہا کہ اے چچا یہ دشنام دہی نہیں ہے بلکہ اظہار واقعہ ہے اور نفس الامر کا عین محل پر بیان ہے اور یہی تو کام ہے جس کے لئے میں بھیجا گیا ہوں اگر اس سے مجھے مرنا در پیش ہے تو میں بخوشی اپنے لئے اس موت کو قبول کرتا ہوں۔ میری زندگی اس راہ میں وقف ہے۔ میں موت کے ڈر سے اظہارِ حق سے رُک نہیں سکتا۔۔۔ اب حاصل کلام یہ ہے کہ جو کچھ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے ابو طالب کے اعتراض کا خود اپنی زبان مبارک سے جواب دیا در حقیقت وہی جواب ہر ایک معترض کے ساکت کرنے کے لئے کافی ووافی ہے کیونکہ دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شئ ہے۔ ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دیوے پھر اگر وہ سچ کو سُن کر برافروختہ ہو تو ہوا کرے۔۔۔ آنحضرت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم نے حق کی تائید کے لئے صرف الفاظ سخت ہی استعمال نہیں فرمائے بلکہ بُت پرستوں کے اُن بُتوں کو جو اُن کی نظر میں خدائی کا منصب رکھتے تھے اپنے ہاتھ سے توڑا بھی ہے۔" (ازالۂ اوہام حصہ اوّل، صفحہ 10-13 روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 110-113)

"قرآن شریف جس آواز بلند سے سخت زبانی کے طریق کو استعمال کر رہا ہے ایک غایت درجہ کا غبی اور سخت درجہ کا نادان بھی اُس سے بے خبر نہیں رہ سکتا۔ مثلاً زمانہ حال کے مہذبین کے نزدیک کسی پر لعنت بھیجنا ایک سخت گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف کفار کو سُنا سُنا کر ان پر لعنت بھیجتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے اولٰئک علیہم لعنة اللّٰہ والملٰئکة والناس اجمعین خالدین فیھا۔ الجزو ۲ سورة البقرة۔ اولٰئک یلعنھم اللّٰہ و یلعنھم اللّٰعنون۔ ایسا ہی ظاہر ہے کہ کسی انسان کو حیوان کہنا بھی ایک قسم کی گالی ہے۔ لیکن قرآن شریف نہ صرف حیوان بلکہ کفار اور منکرین کو دنیا کے تمام حیوانات سے بدتر قرار دیتا ہے جیسا کہ فرماتا ہے ان شرّ الدوّاب عند اللّٰہ الذین کفروا۔ ایسا ہی ظاہر ہے کہ کسی خاص آدمی کا نام لے کر یا اشارہ کے طور پر اس کو نشانہ بنا کر گالی دینا زمانہ حال کی تہذیب کے برخلاف ہے لیکن خدائے تعالیٰ نے قرآن شریف میں بعض کا نام ابو لہب اور بعض کا نام کلب اور خنزیر کہا اور ابو جہل تو خود مشہور ہے ایسا ہی ولید بن مغیرہ کی نسبت نہایت درجہ کے سخت الفاظ جو بصورت ظاہر گندی گالیاں معلوم ہوتی ہیں استعمال کئے ہیں جیسا کہ فرماتا ہے فلا تطع المکذبین ودوالو تدھن فیدھنون ولا تطع کل حلاف مھین ھمّازٍ مشاءٍ بنمیم مناع للخیر معتدٍ اثیم عتل بعد ذٰلک زنیم۔۔۔ سنسمہ علی الخرطوم دیکھو سورة القلم الجزو نمبر ۲۹۔ یعنی تو ان مکذبوں کے کہنے پر مت چل جو بدل اسبات کے آرزومند ہیں کہ ہمارے معبودوں کو برامت کہو اور ہمارے مذہب کی ہجو مت کرو۔ تو پھر ہم بھی تمہارے مذہب کی نسبت ہاں میں ہاں ملاتے رہیں گے انکی چرب زبانی کا خیال مت کر۔ یہ شخص جو مداہنہ کا خواستگار ہے جھوٹی قسمیں کھانے والا اور ضعیف الرائے اور ذلیل آدمی ہے دوسروں کے عیب ڈھونڈنے والا اور سخن چینی سے لوگوں میں تفرقہ ڈالنے والا اور نیکی کی روہوں سے روکنے والا۔ زناکار اور بایں ہمہ نہایت درجہ کا بد خلق اور ان سب عیبوں کے بعد ولد الزنا بھی ہے۔ عنقریب ہم اس کے ناک پر جو سور کی طرح بہت لمبا ہو گیا ہے داغ لگا دیں گے۔ یعنی ناک سے مراد رسوم اور ننگ وناموس کی پابندی ہے جو حق کے قبول کرنے سے روکتی ہے (اے خدائے قادر مطلق ہماری قوم کے بعض لمبی ناکوں والوں کی ناک پر بھی اُسترہ رکھ) اب کیوں حضرت مولوی صاحب کیا آپ کے نزدیک ان جامع لفظوں سے کوئی گالی باہر رہ گئی ہے۔ اور اس جگہ ایک نہایت عمدہ لطیفہ یہ ہے کہ ولید بن مغیرہ نے نرمی اختیار کر کے چاہا کہ ہم سے نرمی کا برتاؤ کیا جائے۔ اس کے جواب میں اس کے تمام پردے کھولے گئے۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مومنین سے مداہنہ کی امید مت رکھو۔" (ازالۂ اوہام حصہ اوّل، حاشیہ۔ روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 115-117)

سنّی علماء گالی دیتے ہیں

"آج یہاں پر میں ایک پیاری بات سناؤں گا۔ آج علماءِ اہلسنت والجماعت کے اوپر اعتراض کیا جاتا ہے کہ یہ گالی دیتے ہیں۔ کیا گالی دیتے ہیں؟ کسی کافر کو کافر کہہ دیا تو گالی ہے، کسی مشرک کو مشرک کہہ دیا تو

گالی ہے۔ کسی منافق کو منافق کہہ دیا تو گالی ہے کسی رجیم کو رجیم کہہ دیا تو گالی ہے کسی خنّاس کو خنّاس کہہ دیا تو گالی ہے تو میں کہتا ہوں کہ اگر یہ سب گالی ہے تو یہ سب قرآن میں ہے۔ پہلے قرآن کی صفائی کرو جو اخلاق والی کتاب ہے، جو آسمانی کتاب ہے جو صحیفۂ مبارکہ ہے۔ یہ سب الفاظ اسی قرآن میں ہیں اور اگر تم اسی کو قرآن کریم مانتے ہو جس میں یہ سب الفاظ ہیں تو تمہیں ان الفاظ کو گالی کہتے ہوئے شرم آنی چاہیئے۔ کیا خدا نے گالی دی ہے؟ حدیث شریف میں اگر منافقوں کو کلاب النّار (جہنم کا کتا) کہا تو کیا رسول نے گالی دی ہے اور پھر اس کے بعد کہتے کیا ہیں؟ کافر کو کافر مت کہو۔ مزہ تو یہ ہے کہ کافر کو کافر مت کہو کہنے والے خود کافر کہتے ہیں غور کرو کہتے ہیں کافر کو کافر نہ کہو کس کو کافر نہ کہیں؟ کافر کو۔ جناب نے تو کہہ دیا کافر کو کافر نہ کہو۔ ان سے کہو کہ پھر مسلمانوں کو مسلمان بھی نہ کہو۔ پوچھا گیا کہ کافر کو کافر کیوں نہ کہیں؟ جواب دیا کہ تجھے کیا خبر کہ مرنے سے پہلے ایمان لے آئے تو ان سے کہو کہ مسلمان کو مسلمان بھی نہ کہنا، اس لئے کہ تجھے کیا خبر کہ مرنے سے پہلے کافر ہو جائے۔ یہ کتنا بڑا افتراء ہے شریعت پر۔ کیا رسول کا یہی پیغام تھا کہ کافر کو کافر نہ کہو۔ اگر یہی پیغام تھا تو رسول نے خود کیوں کہا قُلْ یٰاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ۔ اے کافرو! یہ کس کو کہا تھا۔ کافر ہی کو تو کہا تھا۔ اِنَّمَا الْمُشْرِکُوْنَ نَجَسٌ مشرکین نجس ہیں۔ یہ کس کو کہا؟ مشرکین ہی کو تو کہا گیا۔ خنّاس کہا کس کو کہا؟ رجیم کہا کس کو کہا؟ شیطان کہا کس کو کہا؟ خبیث وخبیثات کے الفاظ قرآن پاک میں کیوں آئے؟ اور میں نے جو آیت مبارکہ سنائی اس میں تو حرام زادہ تک کہہ دیا اس میں زنیم کا لفظ بھی آ گیا۔ معلوم ہو گیا کہ تم ابھی سمجھ ہی نہ سکے کہ گالی کس کو کہتے ہیں۔ کافر کو کافر کہنا گالی نہیں ہے۔ شرابی کو شرابی کہنا گالی نہیں ہے۔ چور کو چور کہنا گالی نہیں ہے۔ بدکار کو بدکار کہنا گالی نہیں ہے جو صفت جس کی ہو اس صفت سے اس کو یاد کرنا گالی نہیں ہے کسی مسلمان کو کافر کہو تو گالی ہے۔ کسی نیک کو بُرا کہو تو گالی ہے جو مصداق ہو اس مصداق والے کو وہی کہو تو گالی نہیں۔ مجھ سے تم یہ ضرور پوچھ سکتے ہو کہ جس کو مردود کہا ہے وہ واقعی مردود ہے کہ نہیں؟ جس کو خبیث کہا ہے وہ واقعی خبیث ہے کہ نہیں؟ یہ سوال تو معقول ہے مگر یہ کہنا تو غلط ہے کہ میں نے گالی دی ہے۔ جب میں ثابت کر دوں گا کہ واقعی وہ ایسا ہی ہے تو یہ چیز گالی نہیں بنتی اور جب تم گالی نہ سمجھ سکے تو قرآنِ کریم کیا سمجھو گے؟ جواب دو کہ قرآنِ کریم میں جو کچھ ولید بن مغیرہ کو کہا گیا، یہ گالی ہے کہ نہیں۔ اگر اس کو گالی کہو گے تو قرآنِ کریم کو کیا کہو گے۔ الغرض یہ گالی نہیں ہے اس لئے کہ جس کو ایسا کہا گیا تھا وہ واقعی ایسا ہی تھا۔ یاد رکھنا اس کو۔ یہ بات بہت زیادہ کہی جاتی ہے۔ گالی دیتے ہیں۔ اچھا میں اب ایک اور بات بتاؤں۔ ولید بن مغیرہ اپنی ماں کے پاس گیا اور اس سے کہا اے ماں! آج محمد عربی (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نے میرے دس عیب شمار کئے ہیں۔ تو نو کو تو میں جانتا ہوں مگر یہ دسواں ہے یہ تو ہی بتا سکتی ہے، میرے باپ کا نام کیا ہے؟ بتانا پڑے گا اور سن لو محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) جھوٹ نہیں بول سکتے۔ دیکھا ولید سامنے مجنون کہتا ہے اور اپنے دل میں یہ خیال بھی رکھے ہوئے ہے کہ محمد (صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) جھوٹ نہیں بول سکتے۔" (خطباتِ برطانیہ ۔ شیخ الاسلام سیّد محمد مدنی میاں۔ صفحہ:74,75(

توہینِ مسیؑح کا الزام

جب مسیحی علماء نے نبی اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی شانِ اقدس میں دریدہ دہنی اور بدزبانی کی انتہا کر دی تو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الزامی طور پر انجیل میں بیان کردہ یسوع مسیؑح کے کردار اور حسب نسب کو پیش کیا تو مسیحی تو مسیحی خود غیر احمدی مسلمان علماء نے حضورؑ پر توہینِ مسیؑح کا الزام لگا دیا حالانکہ حضورؑ سے پیشتر دیگر مسلمان علماء مسیحیوں سے مناظروں اور مباحثوں میں تقریباً ویسی ہی زبان اور وہی دلائل استعمال کئے جن پر حضورؑ کو الزام دیا جاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے یہ حوالہ جات:

"۔۔۔ان کا اصل دین وایمان اگر یہ ٹھہرا ہے کہ خدا مریم کے رحم میں جنین بن کر خونِ حیض کا کئی مہینے تک کھاتا رہا اور علقہ سے مضغہ بنا اور مضغے سے گوشت اور اس میں ہڈیاں بنیں۔ بعد اس کے مخرج معلوم سے نکلا اور ہگتا مُوتتا رہا۔ یہاں تک کہ جوان ہو کر اپنے بندے یحییٰ کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا۔ اور یعقوب سے کشتی لڑنے میں بدوں اس کے کہ یعقوب کے پاؤں کی نس چڑھا دی اسے مغلوب نہ کر سکا۔ اور اسحٰق کی دعا جو عیص کے حق میں تھی یعقوب کی جعلسازی سے یعقوب کے حق میں سمجھا اور آدمیوں کو بنا کر پشیمان ہوا اور گوسالہ اور بت پرستوں اور زناکاروں اور ولد الحرام لوگوں کو معاذ اللہ شافع امّت اور نبی بنایا۔" (مولانا آل حسن مہانی۔ کتاب الاستفسار۔ صفحہ 448(

"چنانکہ حضرت عیسٰی باوجودیکہ ہمہ تن روح تھے۔ معہذا انجیل اوّل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں لکھا ہے کہ بڑے کھاؤ اور بڑے شرابی تھے۔ اور خود بھی اس بات کا اقرار کرتے تھے۔" (مولانا آل حسن مہانی۔ کتاب الاستفسار صفحہ 449(

"اور تیسری انجیل کے آٹھویں باب کے دوسرے اور تیسرے درس سے ظاہر ہے کہ بہتیری رنڈیاں اپنے مال سے حضرت عیسٰی کی خدمت کرتی تھیں اور ساتھ ساتھ پھرا کرتی تھیں۔ پس کوئی یہودی از راہِ خباثت اور بدباطنی کے کہے کہ حضرت عیسٰی خوش رو جوان تھے۔ رنڈیاں ان کے ساتھ صرف حرامکاری کے لیے رہتی تھیں اسی واسطے حضرت عیسٰی نے بیاہ نہ کیا اور ظاہر یہ کرتے تھے کہ مجھے عورت سے رغبت نہیں تو کیا جواب ہو گا۔ اور پہلی انجیل کے باب یازدہم کے درس نوزدہم میں حضرت عیسٰی نے مخالفوں کا خیال اپنے حق میں قبول کر کے کہا کہ میں تو بڑا کھاؤ اور شرابی ہوں۔ پس دونوں باتوں کو ملانے

سے اور شراب کی بدمستیوں کے لحاظ سے جو کوئی کچھ بدگمانی نہ کرے سو تھوڑا ہے اور دشمن کی نظر میں ان باتوں سے کیسی تن آسانی اور بے ریاضتی حضرت عیسیٰ کی بُو جھی جاتی ہے" (مولانا آل حسن مہانی۔ کتاب الاستفسار۔ صفحہ 475)

"اسی طرح عیسیٰ نے کہا کہ آؤ ہم بھی ایسی کچھ بات کریں یا شاید بطور مالیخولیا کے اس کے جی میں آئی کہ میں خدا ہوں یا خدا کا بیٹا ہوں۔ بعضے حمقاء اس کے دام میں پھنس گئے اور اس کے خادم خاص بنے۔ یہاں تک کہ اپنی حماقت سے اپنی جان دینے تک بھی دریغ نہ کیا اور عیسیٰ نے حکمت یہ کی کہ توریت کی نسبت بظاہر کچھ اعتراض نہ کیا اور دل میں یہ منظور رکھا کہ اس کو بالکل خاک میں ملائے۔ پس کہنے لگا یہ سب احکام ماؤل ہیں۔" (مولانا آل حسن مہانی۔ کتاب الاستفسار۔ صفحہ۔476)

مشہور معاند احمدیت، مولوی ثناء اللہ امرتسری صاحب بھی عیسائیوں سے مقابلہ میں یہی طرز عمل اختیار کرنے پر مجبور ہوئے:

"ان دونوں عبارتوں پر غور کر کے ہمارے دل میں یہ بات آئی کہ ہم یسوع مسیح کے الٰہی اوصاف کا نمونہ تصویر کی شکل میں دکھائیں۔ کیونکہ الفاظ کی شکل میں مفصل بحث ہم اس کتاب میں گذشتہ صفحات پر کر چکے ہیں۔ شاعر لوگ اپنا دلی جذبہ اور محبت اکثر اوقات لفظوں میں بیان کیا کرتے ہیں۔ مگر گاہے گاہے مصوروں سے تصویر کشی کی درخواست کرتے ہوئے کہا کرتے ہیں۔ مصور کھینچ وہ نقشہ جس میں یہ رسائی ہو۔۔۔ ادھر تلوار کھینچی ہو ادھر گردن جھکائی ہو۔ اس بناء پر ہم بادل نخواستہ بقول نصاریٰ مسیح کی شخصیت الٰہیہ کا خوفناک انجام تصویر میں دکھاتے ہیں۔ یہ تصویر خود عیسائیوں نے شائع کی ہوئی ہے۔ اعتزار: مسلمان قارئین ہمیں معاف رکھیں کیونکہ ہم ایک مکروہ فعل کا ارتکاب کر رہے ہیں۔ اسلامی حیثیت سے ہماری مثال اس صلح کی ہوگی جو دو شخصوں کے درمیان صلح کراتا ہو اور خود کوئی مصلحت آمیز بات کہہ دیتا ہے۔"(اسلام اور مسیحیت۔ صفحہ :118)

اس کے بعد مولوی صاحب نے مسیحؑ کی صلیب پر ایک تصویر شائع کی جس کے نیچے لکھا:

)"یسوع مسیح صلیب پر) دیکھئے مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہے "

چھوٹے میاں سبحان اللہ!

بڑے میاں تو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ کے مصداق بڑے بڑے علماء نے تو مسیحیوں کے مقابلہ میں درشت الفاظ استعمال کئے ہی تھے، موجودہ دور کے ایک عالم، ڈاکٹر اسماعیل عارفی صاحب، نے بھی بائیبل میں بیان کردہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور دیگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق واقعات کا خوب تمسخر اڑایا اور کہیں کہیں نعوذ باللہ لکھ کر گویا معذرت کا حق ادا کر دیا۔ یہ صاحب مولانا رحمت اللہ کیرانوی صاحب کی کتاب "احسن الاحادیث فی الابطال التثلیث" کا ترجمہ کرتے ہوئے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

""متی باب 12 آیت 46 میں جو حضرت مسیح کے بھائیوں کا ذکر آیا ہے اس کی عبارت یوں ہے" جب وہ بھیڑ سے یہ کہہ ہی رہا تھا تو دیکھو اس کی ماں اور بھائی باہر کھڑے تھے اور اس سے بات کرنا چاہتے تھے۔ کسی نے اس سے کہا دیکھ تیری ماں اور تیرے بھائی باہر کھڑے ہیں اور تجھ سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے خبر دینے والے کو جواب میں کہا کون ہے میری ماں اور کون ہیں میرے بھائی؟ اور اپنے شاگردوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر کہا دیکھو میری ماں اور میرے بھائی یہ ہیں۔ کیونکہ جو کوئی میرے آسمانی باپ کی مرضی پر چلے وہی میرا بھائی اور میری بہن اور میری ماں ہے۔" (متی باب 12 آیت 46 تا 50) دیکھئے! حضرت مسیحؑ کس طرح اپنی والدہ صاحبہ سے بالکل بے رُخی، پوری بے التفاتی، مکمل اعراض کر رہے ہیں۔" (احسن الاحادیث فی ابطال التثلیث حاشیہ صفحہ 144)

یوحنا باب 2 آیت 1 تا 11 کے مطابق ایک شادی میں مسیح نے حضرت مریم کے کہنے پر پانی کو شراب میں بدل دیا۔ اس واقعہ کو بیان کرتے ہوئے اسماعیل عارفی صاحب لکھتے ہیں:

"غور فرمایئے! وہ کس بے باکی، گستاخی و بے ادبی کے ساتھ والدہ سے پیش آتے ہیں انہیں اماں جان وغیرہ کی بجائے "اے عورت" کہہ کر پکارتے ہیں۔ سارے رشتے ناطے بھول جاتے ہیں اور ٹھیک اسی انداز میں "اے عورت" کہہ کر خطاب کرتے ہیں جس انداز میں زنا کے جرم میں گرفتار عورت سے بات کرتے ہیں (یوحنا باب 8 آیت 10) اور مزید اظہار لاتعلقی کرتے ہوئے فرماتے ہیں "مجھے تجھ سے کیا کام ہے" یعنی میرا تمہارے ساتھ کیا تعلق ہے؟ میرا تمہارا کیا لینا دینا ہے؟ افسوس وہ بالکل بھول گئے کہ یہی وہ عورت ہے جس نے انہیں نو ماہ پیٹ میں رکھا، دودھ پلایا، پرورش کے لئے طرح طرح سے مشقت اٹھائی اور کئی غم سہے مگر وہ یہ سلوک کرتے ہیں اور توہین آمیز رویہ سے پیش آتے ہیں۔ بائیبل بتاتی ہے کہ احمق بیٹا ہی اپنی ماں کی تحقیر و بے ادبی کرتا ہے (امثال باب 15 آیت 20) حضرت مسیح خود ماں باپ کی عزت کی تعلیم دیتے ہیں (متی باب 19 آیت 19) جو ماں باپ کو برا کہے اسے توریت کے مطابق قتل کرنے کا حکم سناتے ہیں (متی باب 15 آیت 4) مگر ان کا اپنا کردار اس کے برعکس ہے۔ ہم

نہیں سچ سکتے کہ ان کے قول وفعل میں اس طرح کا تضاد ہو گا۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ اپنی والدہ ماجدہ کے انتہائی فرمانبردار خدمت گزار تھے جیسا کہ خدا کے واحد سچے کلام میں قرآن مجید کا اعلان ہے "وَبَرًّا بِوَالِدَتِي وَلَمْ يَجْعَلْنِي جَبَّارًا شَقِيًّا" (مریم آیت 32) "اور مجھ کو اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا بنایا اور سرکش و بدبخت نہیں بنایا"۔ دوسری بات یہ ہے کہ حضرت مسیح فرماتے ہیں کہ "ابھی میرا وقت نہیں آیا" یعنی ابھی میرا معجزے کرنے اور خود کو ظاہر کرنے کا وقت نہیں آیا۔ (تفسیر الکتاب میتھیو ہنری جلد 3 صفحہ 680) افسوس ہے کہ حضرت مسیح پہلے خود ہی کہتے ہیں کہ ابھی میرا وقت نہیں آیا کہ معجزات کروں پھر اپنی ہی بات جھٹلا کر اسی مجلس میں اسی وقت معجزہ کر دیتے ہیں۔ یہ ایک بہت بڑا تضاد ہے۔ جب ایک کام کرنا ہی تھا تو اس کی وجہ سے والدہ محترمہ کو ڈانٹنے، سرد مہری اور اجنبیت سے جواب دینے کی کیا ضرورت تھی؟ تیسری بات اس واقعہ سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ حضرت مسیح کا سب سے پہلا معجزہ یہی تھا کہ انہوں نے پانی کے چھ مٹکوں کو مے (شراب) بنایا۔ یہ واقعی "مے" ہی تھی کوئی انگور کا تازہ جوس نہ تھا۔ یہی مے تھی جس کو پی کر حضرت لوطؑ اپنی بیٹیوں سے زنا کر بیٹھے (پیدائش باب 19 آیت 32) جس کو پی کر حضرت نوحؑ برہنہ ہو گئے نعوذ باللہ (پیدائش باب 9 آیت 21) جس سے پرہیز کرنے کو خدا کے حضور بزرگ ہونے کا نشان کہا گیا ہے (لوقا باب 1 آیت 15) جس کے پینے کو بد چلنی کا سبب بتایا گیا ہے (افسیوں کے نام خط باب 5 آیت 18) جسے پی کر انسان خدا کے حضور خیمہ اجتماع میں حاضر ہونے کا اہل نہیں رہتا (احبار باب 10 آیت 8) مگر حضرت مسیح کے پہلے معجزے کی برکت سے جو چیز وجود میں آتی ہے وہ مے ہی مے شراب ہی شراب ہے۔ ایک خوش طبع شخص نے بڑی ظریفانہ بات کہی کہ آج سارا یورپ شراب کے سمندر میں غرق ہے۔ مگر اس میں کوئی برائی نہیں، یہ چیز بالکل قابل تعجب نہیں کیونکہ ان کے خدا کا پہلا معجزہ ہی شراب تھا۔ جو چیز ان کے آقا کے لئے اچھی تھی وہ ان کے لئے کیسے بری ہو سکتی ہے۔" (احسن الاحادیث فی ابطال التثلیث حاشیہ صفحہ 157,158)

یہ بات جسے ایک نامعلوم گمنام "خوش طبع شخص" سے منسوب کیا گیا ہے دراصل سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر ہے جس پر غیر احمدی مخالفین علماء توہینِ مسیح کا الزام لگاتے ہیں لیکن اب خود اسے مسیحیت کی تردید میں پیش کر رہے ہیں۔ فاعتبروا یا اولی الابصار!

"یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے" (کشتی نوح۔ حاشیہ صفحہ 66 روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 71)

دیگر انبیاء علیہم السلام کے متعلق بائیبل میں مذکور واقعات کا تمسخر اڑاتے ہوئے ڈاکٹر اسماعیل عارفی صاحب لکھتے ہیں:

"اس باب میں حضرت الیاسؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کا واقعہ مذکور ہے۔ ان کے رفع آسمانی کے وقت ان کی چادر گر پڑی تھی جس سے حضرت الیسعؑ نے یہ معجزہ کیا۔ حضرت الیاسؑ (ایلیاہ) نے حضرت الیسعؑ کو اپنا وارث بنایا تھا، اپنی جگہ نبی ہونے کے لئے "مسح" کر کے اپنی چادر ان پر ڈالی تھی (سلاطین اول باب 19 آیت 19) جب حضرت ایلیاہؑ آسمان پر اٹھائے گئے تو بائیبل کے مطابق حضرت الیسعؑ اس منظر کو دیکھ کر بہت چلّائے اور ان کی جدائی کا ماتم کرتے ہوئے اپنے کپڑوں کو پھاڑ ڈالا اور دو حصے کر دیا (سلاطین دوم باب 2 آیت 12) سوچئے! اس کا عملی منظر کتنا عجیب و غریب ہو گا۔ بائیبل میں ایک جگہ حضرت یسعیاہؑ کو اس طرح حکم دیا گیا ہے "اس وقت خداوند نے یسعیاہ بن آموص کی معرفت یوں فرمایا کہ جا اور ٹاٹ کا لباس اپنی کمر سے کھول ڈال اور اپنے پاؤں سے جوتے اتار۔ سو اس نے ایسا ہی کیا۔ وہ برہنہ اور ننگے پاؤں پھرا کرتا تھا۔ تب خداوند نے فرمایا جس طرح میرا بندہ یسعیاہ تین برس تک برہنہ اور ننگے پاؤں پھرا کیا تا کہ مصریوں اور کوشیوں کے بارے نشان اور اچنبھا ہو" (یسعیاہ باب 20 آیت 2) جب خدا کے برگزیدہ پیغمبر ہی آوارہ، نیم پاگل، چرسی ملنگوں کی طرح ننگ دھڑنگ پھرا کرتے تھے نعوذ باللہ تو وہ انسانوں کو کیسی ہدایت و تبلیغ اور کیا نبوت کرتے ہوں گے اس کا اندازہ فرمالیں۔ مگر اس میں ان کا کوئی قصور نہیں خدا تعالیٰ کا حکم ہی ایسا تھا نعوذ باللہ۔" (احسن الاحادیث فی ابطال التثلیث حاشیہ صفحہ: 161)

سخت الفاظ کی وضاحت

جن قدیم علماء کا اوپر ذکر کیا گیا ہے انہوں نے اپنے سخت الفاظ کی وضاحت کرتے ہوئے ان سے بریّت بھی ظاہر کی ہے۔

"میں نے بہ نسبت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے جو ملحد انہ تقریر لکھی واللہ صرف الزاماً لکھی اور اللہ کی عنایت سے میرے دل میں اس کا وسوسہ بھی نہیں چہ جائیکہ گمان۔" (کتاب الاستفسار صفحہ۔ 479)

"اور اگر بہ نسبت انبیاء و مرسلین یا بزرگان اہل بیت و اصحاب سید المرسلین ﷺ اس رسالہ میں کوئی حرف نامناسب دیکھ کر الجھیں تو مجھے اس سے بری الذمہ سمجھیں ایسا مذکور کہیں کہیں ناچار ہی بغرض الزام شیعہ آ گیا ہے اس کا بار انہی کی گردن پر ہے۔ یہ سب انہوں نے ہی کرایا ہے۔ خدا شاہد ہے کہ ایسے عقائد سے میں بہزار جان و ہزار زبان بیزار ہوں۔ محبت بزرگان مذکور کو اپنی سعادت اور ان کے حسنِ اعتقاد کو ذریعہ نجات سمجھتا ہوں۔ مگر مردمان فہمید سے یوں امید ہے کہ میرے عذر سے پیشتر ہی بشہادت مذہب مجھے معذور سمجھیں۔" (ھدیۃ الشیعہ۔ صفحہ۔ 11۔ مصنف مولانا محمد قاسم نانوتوی)

"اگر کسی جگہ میرے قلم سے کوئی ایسا لفظ نکل جائے جو عیسائیوں کی کسی مسلمہ کتاب کی نسبت یا ان کے کسی پیغمبر کے متعلق بے ادبی اور گستاخی کا شبہ پیدا کرتا ہو تو ناظرین اس کو اس کتاب کی اس نبی کی نسبت میری بد اعتقادی پر محمول نہ فرمائیں، کیونکہ میرے نزدیک خدا کی کسی کتاب یا اس کے کسی پیغمبر کی شان میں بے ادبی کرنا بدترین عیب ہے۔" (بائیبل سے قرآن تک۔ ترجمہ اظہار الحق از مولانا رحمت اللہ کیرانوی۔ جلد اوّل صفحہ 230)

یہی وضاحت خود حضورؑ نے بھی ان الفاظ میں فرمائی۔

”سو ہم نے اپنی کلام میں ہر جگہ عیسائیوں کا فرضی یسوع مراد لیا ہے اور خدائے تعالیٰ کا ایک عاجز بندہ عیسیٰ ابن مریم جو نبی تھا جس کا ذکر قرآن میں ہے وہ ہمارے درشت مخاطبات میں ہر گز مراد نہیں۔“
(نور القرآن نمبر2۔ روحانی خزائن جلد 9 صفحہ 375)

حیرت کی بات ہے کہ اپنے بزرگوں کی وضاحتوں کو تو تسلیم کر لیا جاتا ہے لیکن سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وضاحت کو تسلیم نہیں کیا جاتا، بلکہ بیحیائی اور دھوکہ دہی کا یہ عالم ہے کہ حضورؑ کی بیان کردہ وضاحت کا سرے سے انکار ہی کر دیا گیا کہ انہوں نے اپنی ایسی تحریروں کی کبھی وضاحت ہی نہیں کی۔ مولانا آل حسن کی کتاب الاستفسار کے پیش لفظ میں ان پر لگائے گئے توہینِ مسیحؑ کے الزام کی وضاحت میں ان کی کچھ عبارت بیان کرنے کے بعد علامہ خالد محمود صاحب لکھتے ہیں:

”کیا مرزا غلام احمد نے بھی انجام آتھم، نسیم دعوت، ضمیمہ انجام آتھم، ست بچن اور نور القرآن کی عبارات کو جن میں صریحًا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین کی ہے، کہیں ملحدانہ کہا ہے؟ کہیں اپنی کسی عبارت کو کفریہ عبارت کہا ہے؟ اگر نہیں تو معلوم ہوا وہ عبارات غلام احمد کی اپنی ہیں اور مذکورہ عبارات حضرت مولانا آل حسنؒ کی نہیں ہیں۔ انہوں نے اناجیل کے مسلمات سے ان باتوں کا لزوم ان سے ثابت کیا ہے۔۔۔ کیا مرزا غلام احمد نے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اپنے کسی الزام کو خباثت اور بدباطنی کہا ہے؟۔۔۔ مولانا نے جس واضح انداز میں انجیل کے الزامی امور سے لاتعلقی کا اظہار کیا ہے اس کی رو سے حضرت مولانا رحمت اللہؒ کی کوئی تحریر موجب قدح نہیں رہتی اور مرزا غلام احمد نے جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو سب وشتم کا نشان بنایا ہے اور اُن کی کھلے بندوں توہین کی ہے وہ ان حضرات کے الزامات سے قطعًا مختلف ہے“ (پیش لفظ از علامہ خالد محمود کتاب الاستفسار۔ صفحہ 60,61,62)

دو مسیح

دلچسپ بات یہ ہے کہ جس طرح سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کے عیسیٰ علیہ السلام اور بائیبل کے یسوع میں فرق کرتے ہوئے انہیں دو مختلف کردار بتایا ہے بعینہٖ حضرت امام رضا اور سیّد ابو الاعلیٰ مودودی صاحب انہیں دو الگ الگ شخصیات قرار دیتے ہیں۔

”جاثلیق: حضرت عیسیٰ کی نبوت اور ان کی کتاب کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ کیا آپ ان دو کے منکر ہیں؟
امام رضا علیہ السلام: میں نبوت حضرت عیسیٰ ان کی کتاب اور جو انھوں نے اپنی امت کو بشارت دی اور حوارین نے جن باتوں کا اقرار کیا سب پر ایمان رکھتا ہوں اور جس عیسیٰ نے محمد مصطفی ﷺ اور ان کی کتاب کا اقرار نہیں کیا اور ان کی بشارت نہیں دی ان کا منکر ہوں۔“ (احتجاج طبرسی حصہ سوم۔ چہارم۔ صفحہ 238 دوسرے اہل مذاہب سے امام رضا کا احتجاج)

”حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ اُس تاریخی مسیح کے قائل ہی نہیں ہیں جو عالمِ واقعہ میں ظاہر ہوا تھا بلکہ انہوں نے خود اپنے وہم وگمان سے ایک خیالی مسیح تصنیف کر کے اُسے خدا بنالیا ہے۔“(تفہیم القرآن از سیّد ابو الاعلیٰ مودودی۔ جلد اوّل۔ صفحہ: 491۔ زیر تفسیر سورۃ المائدۃ آیت 76)

صحابہ کرامؓ کی توہین کے الزام کی حقیقت

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مندرجہ ذیل عبارت نقل کر کے یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ گویا آپؑ صحابہ کرامؓ کی، نعوذ باللہ، توہین کے مرتکب ہوئے ہیں، حالانکہ حضورؑ اپنے مؤقف کی تائید میں محدثین کی رائے نقل فرما رہے ہیں جن کا حضرت ابو ہریرہؓ کی فہم اور درایت کے بارے میں یہی خیال تھا۔

”ابو ہریرہ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔ اور میں کہتا ہوں کہ اگر ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایسے معنے کئے ہیں تو یہ اس کی غلطی ہے جیسا کہ اور کئی مقام میں محدثین نے ثابت کیا ہے کہ جو امور فہم اور درایت کے متعلق ہیں اکثر ابو ہریرہؓ اُن کے سمجھنے میں ٹھوکر کھاتا ہے اور غلطی کرتا ہے۔“(ضمیمہ براہین احمدیہ حصّہ پنجم صفحہ 235۔ روحانی خزائن جلد 21، صفحہ: 410)

لیکن اب دیکھئے کہ خود حنفی علماء کے نزدیک حضرت ابو ہریرہؓ کا کیا مقام ہے۔

”ہم نے قیاس پر اس خبر واحد کو ترجیح دی ہے جس کا راوی معروف بالفقہ ہو اور اجتہاد کی وجہ سے اس کو دوسروں پر تقدم حاصل ہو اور رہے ابو ہریرہ تو ان کو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے لہٰذا ان کی روایت کردہ خبر واحد کو قیاس پر تقدم حاصل نہ ہو گا۔۔۔ مصنف کہتے ہیں کہ اگر راوی عدالت، حفظ اور ضبط میں معروف ومشہور ہو لیکن فقہ میں مشہور نہ ہو جیسے حضرت ابو ہریرہؓ اور حضرت انسؓ۔“(فیض سبحانی شرح اردو حُسامی تالیف مولانا جمیل احمد صاحب سکروڈی استاذ حدیث وتفسیر دارالعلوم دیوبند۔ جلد اول۔ صفحہ 365,367)

اہلحدیث علماء حنفی علماء کی کتابوں سے حوالے پیش کر کے بتاتے ہیں کہ وہ حضرت ابوہریرہؓ کو مجتھد اور فقیہ نہیں سمجھتے۔

"علماء حنفیہ سیدنا ابوہریرہؓ کے بارے میں جو الفاظ اپنی کتابوں میں رقم کرتے ہیں اس کی تفصیل درج ذیل ہے: اَبو ھریرۃؓ وان کان معروفًا بالعدالۃ والضبط ولکن لم یکن فقیھًا ولا مجتھدًا۔ سیدنا ابوہریرہؓ اگرچہ عادل وضابط تھے لیکن فقیہ اور مجتھد نہ تھے۔ بلکہ بڑے واضح الفاظ میں نقل کرتے ہوئے حنفی حضرات کہتے ہیں کہ ان کی جو روایات قیاس (حنفی) کے خلاف ہوں گی ان کو متروک ومردود ٹھہرایا جائے گا جیسا کہ مولانا عبد العزیز البخاری الحنفی، نسفی حنفی، کاکی حنفی وغیرہ اپنی اپنی کتب میں رقمطراز ہیں: انما یقبل مالا یخاف القیاس فاما خالفہ فالقیاس مقدم علیہ۔ کہ ان کی روایات اس وقت تک مقبول ہیں جب تک قیاس کے مخالف نہیں ہیں، اگر قیاس کے مخالف آجائیں تو قیاس حنفی کو مقدم کیا جائے گا" (صحابہ کرامؓ کے بارے میں علماء حنفیہ کی زبان درازیاں۔ ترتیب صاحبزادہ الطاف الرحمان الجوھر۔ صفحہ: 11 تا 13)

اس محولہ بالا کتاب کے چند عنوانات ملاحظہ فرمایئے جن سے معلوم ہو گا کہ اہلحدیث حضرات احناف پر صرف ایک دو نہیں بلکہ کئی صحابہ کرامؓ اور اہلبیتؑ کی توہین کے الزمات لگا رہے ہیں:

"سیدنا ابوہریرہؓ کی شان میں گستاخی؛ سیدنا انس بن مالکؓ کے خلاف ہرزہ سرائی؛ سیدنا عبد اللہ بن عمرؓ کے خلاف زبان درازی؛ معقلؓ بن سنان، وابصہؓ بن معبد، سلمۃؓ بن محبق پر جہالت کا طعنہ؛ سیدنا سلمانؓ فارسی کے خلاف گستاخانہ رویہ؛ سیدنا مغیرہؓ بن شعبہ پر ناسمجھی کا طعنہ؛ سیدنا وائلؓ بن حجر سے عداوت کا ایک انداز؛ موذنِ رسولؐ سیدنا بلالؓ حبشی کے خلاف ایک سازش؛ سیدنا عبادہؓ بن صامت پر تدلیس کا طعنہ؛ سیدہ فاطمہؓ بنت قیس کے خلاف موشگافی؛ حضرت حسنؓ وحسینؓ کی صحابیت سے انکار؛ سیدۃ النساء حضرت فاطمۃ الزھراءؓ کے خلاف زبان درازی؛ سیدہ زینبؓ کی عصمت کشائی؛ امھات المؤمنین کے بارہ میں زبان درازی؛ سیدنا عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ کے خلاف لب کشائی؛ سیدنا ابو بکر صدیقؓ اور سیدنا عمرؓ کو گالیاں دینا؛ سیدنا ابن عباسؓ پہ بہتان بازی؛ سیدنا ابو حمید الساعدیؓ کے خلاف بدزبانی؛ سیدنا امیر معاویہؓ کے خلاف بدزبانی۔"

لیکن خود اہلحدیثوں کا اپنا عقیدہ ہے کہ صحابہؓ کی تقلید جائز نہیں۔ چنانچہ مندرجہ ذیل حوالہ جس کتاب سے لیا گیا ہے اس میں صفحہ۔ 84 پر مشہور حدیث "اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم" کو موضوع اور من گھڑت قرار دیا گیا ہے۔ ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے صحابیؓ کی روایت تو درست تسلیم کی جاسکتی ہے لیکن درایت کو لازمًا صحیح ماننا ضروری نہیں۔ ملاحظہ فرمایئے یہ حوالہ جات:

"صحابہ کرامؓ کتاب وسنت کی دلیل کے مقابلے میں کسی صحابی کے قول (رائے قیاس) تو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ جیسا کہ ان صحابہ کرام کے طرز زندگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ایک عام صحابی حضرت ابو بکر صدیقؓ وحضرت عمر فاروقؓ جیسے جلیل القدر صحابی کی مخالفت بھی صرف اس بناء پر کرتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے فرمان کے مطابق تمہارا قول نہیں ہے۔" (احناف کا رسول اللہ ﷺ سے اختلاف، حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی۔ صفحہ: 83)

"روایت اور درایت کا فرق: ارشاد باری تعالیٰ ہے "فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ" ترجمہ: "ان کی زبردست خرابی ہے جو اپنے ہاتھوں کی لکھی ہوئی کتابوں کو اللہ تعالیٰ کی کتاب کے درجے پر مانتے ہیں۔" ہمارا ایمان ہمارا علم ہمیں مجبور کرتا ہے کہ روایت اور درایت کو دو الگ الگ چیزیں سمجھیں۔ روایت میں جو بزرگ اعلیٰ پایہ کے صادق، امین، راست باز اور درست گو ہیں لازم نہیں کہ ان کی فہم وفراست، ادراک ودرایت بھی ہر جگہ مثل روایت صحیح، اٹل، ناقابل انکار اور واجب التسلیم ہی ہو۔ مثال کے طور پر کون ہے جو نہیں مانتا کہ امیر المؤمنین سیدنا عمرؓ بن خطاب جو روایت جناب رسول اکرم ﷺ سے بیان کریں جو حدیث رسول اللہ ﷺ کی پہنچائیں اس میں وہ یقینًا اور قطعًا سچے ہیں لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ روایت کی طرح ان کی درایت ہم پر واجب التعمیل نہیں بہت ممکن ہے کہ وہ درست نہ ہوں۔ سیدنا فاروقؓ کی سمجھ کا معتبر نہ ہونا۔ مثلاً جناب رسول اکرم ﷺ کے اس فرمان سے کہ آپ نے فرمایا تھا تم یقینًا بیت اللہ شریف میں جاؤ گے اور اس کا طواف کرو گے۔ سیدنا عمرؓ نے سمجھا کہ حدیبیہ والے سال کی بابت یہ پیشگوئی ہے مگر حدیبیہ والے سال ایسا نہ ہوا، بلکہ مکہ شریف سے اور بیت اللہ شریف سے مسلمان روک دیئے گئے اور انہیں مجبورًا واپس ہونا پڑا ثابت ہوا کہ حدیث رسول ﷺ برحق ہے روایت عمرؓ سچی ہے لیکن درایت عمرؓ صحیح نہ تھی۔ حدیث میں جو تھا وہ ہو کر رہا لیکن فہم عمرؓ پوری ہو کر نہ رہی یہ ہے بین فرق روایت اور درایت کا۔ صحابہ کی درایت (بسا اوقات) معتبر نہیں ہوتی۔ قرآن کریم میں سحری کے آخری وقت کی بابت الفاظ نازل ہوتے ہیں: "حتی یتبین لکم الخیط الابیض من الخیط الاسود" ترجمہ: "یہاں تک کہ سفید دھاگہ سیاہ دھاگہ سے ظاہر ہو جائے۔" اس سے سیدنا عدیؓ بن حاتم یہ سمجھ لیتے ہیں کہ سوت کا دھاگہ ہی مراد ہے لیکن جب جناب رسول اکرم ﷺ کو یہ بات پہنچی تو آپ ﷺ نے ان کی غلط فہمی کو رفع کیا اور فرمایا اس سے مراد صبح صادق کا رات سے ظاہر ہونا ہے۔ پس سیدنا عدیؓ کی فہم مراد اللہ رسول ﷺ کے خلاف تھی گو آیت درست، صحیح اور ایمان لانے کے لائق ہے۔ پس روایت صحیح اور درایت غلط اور دونوں میں فرق ظاہر۔" (شمع محمدی از مولانا محمد جوناگڑھی۔ صفحہ: 21,22)

اپنے اس مؤقف کی تائید میں اہلحدیث علماء حنفی علماء کی کتابوں سے حوالے پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہ بھی قول صحابی کو حدیث کے مقابلہ میں ترجیح نہیں دیتے۔

"مرفوع (حدیث نبوی) کے خلاف جب موقوف (صحابی کا قول) ہو تو تب موقوف روایت بالاتفاق حجت نہیں ہوتی کیونکہ اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم قرآن مجید نے دیا ہے، اور اختلاف کی صورت میں اللہ ورسول کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔ یہی مؤقف ومذہب اکابرین احناف کا ہے۔ سیدنا محمد ﷺ سفر میں قصر کر کے نماز ادا کرتے تھے جبکہ سیدنا عثمانؓ پوری نماز پڑھا کرتے تھے۔ سیدہ عائشہؓ بھی سفر میں نماز قصر کرنے میں عزیمت کی بجائے رخصت کی قائل تھیں۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا سرفراز خان صاحب صفدر فرماتے ہیں، حضرت عائشہؓ کی یہ تاویل ان کی ذات تک محدود ہے۔ (خزائن السنن ص186 ج2)۔ سیدنا ابوہریرہؓ صبح کی نماز میں قنوت پڑھا کرتے تھے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا محمد تقی عثمانی مقلد فرماتے ہیں، یہ روایت موقوف ہے۔ فلا حجۃ فیہ (اس میں کوئی دلیل

نہیں)۔(درس ترمذی ص160ج2)۔۔۔مولوی محمد انور شاہ کاشمیری مقلد سابقہ شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند نے مقدمہ بہاولپور میں عدالت کو بیان دیتے ہوئے کہا تھا کہ قول صحابی حجت نہیں ہوتا جیسا کہ نبی کا قول ہوتا ہے۔(روداد مقدمہ مرزائیہ بہاولپور ص445ج1)" (حدیث اور اہل تقلید بجواب حدیث اور اہلحدیث۔مؤلفہ ابوصھیب محمد داؤد ارشد۔جلد اول صفحہ 35,36)

دوسری طرف حنفی علماء اہلحدیثوں پر الزام لگاتے ہیں کہ ان کے نزدیک قولِ صحابیؓ اور فہم صحابیؓ حجت نہیں ہے اور اس طرح وہ صحابہ کرامؓ کی توہین کرتے ہیں

"جن [illegible] کرام کی محبت کو ایمان کا تقاضا حدیث میں قرار دیا گیا اور ان کی عداوت ودشمنی کو اللہ اور اس کے رسول کی عداوت ودشمنی قرار دیا گیا، ان صحابہ کرام پر غیر مقلد علماء اور اہل قلم نے نقد و جرح کی باڑھیں تان دیں۔ اور انہوں نے صحابہ کرام کو عام امتی کی صف میں کھڑا کر دیا اور صاف صاف اعلان کر دیا کہ صحابۂ کرام کا نہ قول حجت، نہ فہم حجت، نہ رائے حجت حتی کہ خلفائے راشدین کی جاری کردہ سنت کو بھی جس کو لازم پکڑنے کا حدیث شریف میں حکم تھا، انہوں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا، بلکہ ان کے بارے میں ان کا نقد وجرح اتنا بڑھ گیا کہ صحابۂ کرام کو حتی کہ خلفاء راشدین تک کو حرام و معصیت اور بدعت کا مرتکب قرار دیا، یعنی جو بات ہم شیعہ کے بارے میں جانتے تھے، غیر مقلدین کے نظریات سے واقف ہونے کے بعد ہمیں معلوم ہوا کہ غیر مقلدین اور شیعوں کا نظریہ صحابۂ کرام کے بارے میں بہت حد تک یکساں ہے۔" (صحابۂ کرامؓ کے بارے میں غیر مقلدین کا [illegible] نظر از محمد ابو بکر غازی پوری۔ پیش لفظ صفحہ 1,2)

شیعوں کو الزامی جواب دیتے ہوئے مولانا قاسم نانوتوی صاحب نے جو لکھا وہ بظاہر حضرت علیؓ اور حضرت امام حسنؓ اور امام حسینؓ کی توہین محسوس ہوتا ہے:

"اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت امیر کا سکوت جو حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کے افعال اور حرکات پر تھا یہاں تک کہ غصب فدک دیکھا کئے۔ اپنی بیٹی کا نکاح ان سے کر دیا اور ان سے بیعت کر لی اور ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے تھے یہ سب بوجہ تقیہ ورنہ اس زور اور قدرت اور اس کرامت کا آدمی کون تھا جو ان سے اندیشہ یا ہراس رکھتا اور اگر بالفرض یہ زور اور بل اور یہ قدرت خداداد کسی میں ہوتی بھی تب غصب دخت طاہرہ مطہرہ تو ہرگز گوارا نہ ہوتا۔ اہل ہند جو تمام ولایتوں کے لوگوں کے نامردہ پن میں امام ہیں ان میں کا بھنگی اور چمار بھی اس سہولت سے بیٹی نہیں دیتا جس طرح سے حضرت امیر نے اپنی دختر مطہرہ کو حضرت عمر کے حوالہ کر دیا۔ آپ بھی دیکھتے رہے اور صاحبزادے بھی پھر صاحبزادوں میں بھی ایک وہ تھے کہ جنہوں نے تیس ہزار فوج جرار کا مقابلہ کیا حالانکہ وہ زمانہ ضعیفی اور تحمل کا تھا اور بہن کے نکاح کے وقت عین شباب تھا۔" (ص۔164,165)

شیعہ علماء کی خلفائے ثلاثہؓ کے خلاف بدزبانی پر ردِّ عمل کا اظہار کرتے ہوئے مولانا قاسم نانوتوی صاحب لکھتے ہیں:

"الحمد للہ کہ مولوی عمار علی صاحب کی تمام افتراپردازیوں کے جواب سے فراغت پائی مگر جو کچھ انہوں نے دربارہ فدک زبان درازیاں اور افتراپردازیاں کیں ہیں اس کی مکافات میں حسب مثل مشہور جیسے کو تیسا اور جواب ترکی بہ ترکی، مناسب تو یوں تھا کہ ہم بھی کچھ نظم ونثر سے پیش آتے اور مولوی صاحب کی مہملات کے جواب میں مولوی صاحب کو بے نقط سناتے۔ مگر چونکہ ایسی خرافات کا بکنا پاجیوں کا کام ہے، ہم کو کیا زیبا ہے کہ ایسی نازیبا باتوں میں مولوی صاحب کے ہمصفیر ہوں اور اپنی زبان کو گندہ کریں اور اہل عقل اور ارباب حیا سے شرمندہ ہوں؟ معہذا اصحاب ثلٰثہ کی اہانت کے انتقام میں مولوی عمار علی صاحب سے دست وگریباں ہونا تو ایسا ہی ہے جیسا چاند سورج پر تھوکنے کی سزا میں کتے کو کوئی پتھر لگائے یا آسمان کی طرف تھوکنے کے عوض میں کسی کم عقل ناہنجار کے منہ میں کوئی پیشاب کی دھار لگائے۔ ظاہر ہے کہ اول تو چاند سورج کو ان حرکات ناشائستہ سے کیا نقصان؟ بلکہ عقلا کے نزدیک اور دلیل رفعت مکان ہے۔ دوئم کجا شمس و قمر و کجا سگ و کم عقل سگ نژاد؟ مساوات ہو تو ایک بات بھی ہے ورنہ سگ اور سگ مزاجوں کی اتنے میں کچھ عزت نہیں جاتی ہاں البتہ اپنی اوقات فی الجملہ خراب جاتی ہے۔ سو ایسے ہی اصحاب ثلٰثہ کو اول تو مولوی عمار علی صاحب جیسوں کی اہانت یا برا کہنے سے کیا نقصان؟ بلکہ الٹا باعث رفعت شان ہے۔ چاند سورج کی طرح وہ روشن ہوئے تو کتے ان پر بھونکے اور اوروں پر کیوں نہ بھونکے۔" (ہدیۃ الشیعۃ باب مباحث فدک صفحہ۔۲۲۱۔ مصنف مولانا محمد قاسم نانوتوی)

علماء اسلام کی تحریروں میں درشت الفاظ

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ آپؑ نے اپنے مخالفین کے لئے حرام زادہ، کتے، بندر خنزیر وغیرہ کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ آیئے دیکھیں کہ خود غیر احمدی علماء کے بزرگان ان الفاظ کو کیسے استعمال کرتے ہیں اور ان کا کیا مطلب لیتے ہیں۔

ولد الزنا

"وعائشہ رضی اللّٰہ عنھا بعد خدیجۃ الکبریٰ افضل نساء العالمین وھی ام المؤمنین ومطہّرۃ من الزّنا وبریۃ عما قالت الروافض فمن شھد علیھا الزّنا فھو ولد الزّنا" عائشہؓ خدیجۃ الکبریٰؓ کے بعد تمام دنیا کی عورتوں سے افضل ہیں اور وہ ام المؤمنین ہیں اور زنا سے پاک ہیں اور اس سے بری ہیں جو روافض ان کے متعلق کہتے ہیں اور جو ان پر زنا کی گواہی دے وہ خود زنا کی پیداوار ہے۔(وصیۃ ابو حنیفہؒ۔ شرح فقہ اکبر از ملا علی قاریؒ صفحہ: 132)

ناصبی ولد الزنا سے بھی بدتر

"عن ابی عبد اللہ ان نوحًا ادخل فی السفینۃ الکلب والخنزیر ولم یدخل فیھا ولد الزنا والناصب اشر من ولد الزنا۔" ابی عبد اللہ سے روایت ہے کہ نوح نے کتے اور خنزیر کو تو اپنی کشتی میں سوار کر لیا لیکن ولد الزنا کو سوار نہیں کیا اور ناصبی تو ولد الزنا سے بھی بدتر ہیں (جامع الاخبار فصل 128 فی التعصب صفحہ 186۔ فقہ جعفریہ جلد دوم صفحہ:40)

علیؑ کا دشمن ولد الزنا

"اسی حوالے سے منقول ہے کہ حضرت علیؑ ابن ابی طالب روایت کرتے ہیں کہ ایک دن میں خانہ کعبہ کے نزدیک بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے ایک ضعیف العمر شخص کو دیکھا جس کے ابرو بڑھاپے کی شدت کی وجہ سے اس کی دونوں آنکھوں پر لٹک رہے تھے۔ اس کے ہاتھ میں عصا تھا، سر پر سرخ پگڑی (عمامہ) اور جسم پر اونی کپڑے تھے۔ جناب رسولؐ خدا کے قریب آیا۔ اس وقت جناب رسولؐ خدا کی پشت مبارک کعبہ کی طرف تھی اور آپؐ کعبہ کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔ اس بوڑھے نے رسولؐ خدا سے عرض کی یا رسول اللہ! دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے معاف کرے اور میرے گناہوں کو بخش دے۔ آنحضورؐ نے فرمایا۔ اے پیر مرد! تیری سعی بیکار اور بے ثمر ہے اور تیرا عمل بھی محض گمراہ کرنے والا ہے۔ اس کے بعد جب وہ بوڑھا واپس چلا گیا تو آنحضورؐ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا! اے ابو الحسن! تو نے اس بوڑھے کو پہچانا؟ میں نے عرض کی۔ نہیں! یا رسول اللہ! میں نے اسے نہیں پہچانا! آنحضورؐ نے فرمایا! یا علیؑ! وہ شیطان لعین تھا۔ یہ سن کر علیؑ کہتے ہیں میں اس بوڑھے کے پیچھے بھاگا اور اسے پکڑنے کے بعد اسے اٹھا کر زمین پر پھینکا اور اس کے سینے پر سوار ہو کر جب میں نے اس کا گلا دبانا چاہا تو اس نے مجھے مخاطب کر کے کہا۔ یا ابا الحسنؑ! ایسے نہ کریں! آپؑ جانتے ہیں کہ اس (اللہ) نے مجھے "یوم معلوم" تک کی مہلت دی ہوئی ہے۔ یا علیؑ! خدا کی قسم! میں واقعی آپ کو دوست رکھتا ہوں اور آپ کو کوئی دشمن نہیں قرار دیتا مگر سوائے اس کے جس کی ماں (کے ساتھ وقت مجامعت) میں اس کے باپ کے ساتھ میں (شیطان) بھی شریک تھا اور اس طرح وہ (پیدا ہونے والا) "ولد الزنا" قرار پایا۔" (عیون اخبار الرضا۔ جلد اول و دوم۔ مؤلف الشیخ الصدوق ابن بابویہ۔ مترجم سید تبشر الرضا کاظم و منیر الحسن جعفری۔ صفحہ:449)

حرام زادہ کا مطلب مکار لئیم۔ اس پر حد نہیں

"۔۔۔ ہم کہتے ہیں کہ عرف میں اس لفظ سے اکثر مکار لئیم بھی مراد ہوتا ہے تو اسی واسطے حد نہیں۔ یعنی باعتبار وضع اور باعتبار عرف کے ولد الزنا پر مخصوص نہیں لہٰذا حد نہیں۔" (ترجمہ اردو در مختار جلد دوم۔ کتاب الحدود باب التعزیر۔ صفحہ:501)

حرام زادہ کا مطلب شریر

"عرض: حضور! مرد کو "حرام زادہ" کہنا؟ ارشاد: یہ حدِّ قذف کا موجب نہیں۔ حرام زادہ کے معنی "شریر" کے آتے ہیں۔ (رد المختار، کتاب الحدود، باب حد قذف، ج6، ص79)" (ملفوظات اعلیٰ حضرت۔ احمد رضا خان بریلوی صاحب۔ مکمل چار حصے۔ صفحہ:450)

ناصبی کتے خنزیر

"نواصب را بدترین کلمہ گویان و ہمسر کلاب و خنازیر میدانند متمیز نمی شود" ناصبی بدترین کلمہ گو ہیں اور کتوں اور سؤروں کے برابر ہیں جن سے انہیں الگ نہیں کیا جا سکتا۔ (تحفہ اثنا عشری۔ شاہ عبد العزیز محدّث دہلوی۔ صفحہ 9)

اس کتے کے بچے کو۔۔۔

"اس کے بعد (حضرت عالی کے) حضور میں اولیاء اللہ کے صبر کا ذکر آیا۔ حضرت عالی نے فرمایا کہ حضرت فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے نے رحلت فرمائی۔ لوگوں کو خبر دی گئی۔ حضرت گنج شکر (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا کہ اس کتے کے بچے کو کسی جگہ ڈال دیں۔" (در المعارف۔ ملفوظات حضرت شاہ غلام علی دہلوی قدس سرہٗ۔ ترجمہ، مقدمہ، تخریج آیات واحادیث محمد نذیر رانجھا۔ صفحہ:205)

نمازی ریچھ بندر خنزیر

"جناب مولانا شاہ عبد العزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو واسطے نماز جمعہ کے جامع مسجد میں تشریف لے جاتے تو عمامہ آنکھوں پر رکھ لیتے۔ شیخ فصیح الدین نامی جو اکثر حضور میں حاضر رہتے تھے انہوں نے عرض کیا حضرت اس کی کیا وجہ ہے جو آپ اس طرح رہتے ہیں۔ آپ نے اپنی کلاہ اتار کر ان کے سر پر رکھ دی، فورًا ہی بے ہوش ہو گئے، جب دیر میں افاقہ ہوا عرض کیا کہ سو سوا سو کی شکل آدمی کی باقی کوئی ریچھ اور کوئی بندر اور کوئی خنزیر کی شکل تھا اور اس وقت مسجد میں پانچ چھ ہزار آدمی تھے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں کس کی طرف دیکھوں۔ اسی باعث نہیں دیکھتا۔" (مجموعہ کمالاتِ عزیزی۔ مصنّفہ حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی۔ مرتّبہ مولوی ظہیر الدین صاحب ولی اللّٰہی۔ صفحہ:21,22)

بازار میں سب انسان کتے بلے خنزیر

"حضرت مولانا احمد علی لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ بازار سے گزر رہے تھے آپ نے دیکھا کہ ایک صاحب نظر بزرگ بازار سے گزر رہے تھے۔ ان کے چہرے کی نورانیت بتاتی تھی کہ وہ صاحب نظر ہیں۔ آپ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کے قریب ہو کر سلام کیا۔ انہوں نے مجھے دیکھتے ہی پہچان لیا اور فرمایا کہ "احمد علی! انسان کہاں بستے ہیں؟" کہنے لگے کہ میں گھبرا گیا کہ حضرت نے کیسا سوال پوچھا

ہے۔ میں نے کہا حضرت! یہ سب انسان ہی توہیں۔ انہوں نے بڑے اجنبیت کی سی نظر لوگوں پر ڈالی اور حسرت بھرے لہجے میں فرمایا یہ سب انسان ہیں؟ ان کی بات میں ایسی تاثیر تھی کہ یہ سن کر میرے دل کی کیفیت بدل گئی اور میں نے تھوڑی دیر کے لئے بازار پر نظر ڈالی تو مجھے پورا بازار کتے، بلے اور خنزیروں سے بھرا ہوا نظر آیا۔ جب میری وہ کیفیت ختم ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ بزرگ غائب ہو چکے تھے۔ حضرت یہ واقعہ درس قرآن میں خود سنایا کرتے تھے۔" (سکون قلب۔ از افادات اشرف علی تھانوی، محمد طیّب قاسمی، محمد عبد الحئی عارفی۔ صفحہ:359)

حشرات الارض والی جگہ میں چھپانا یا حشرات الارض کی طرح چھپانا

سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام بھی لگایا جاتا ہے کہ آپؑ نے نبی اکرم ﷺ کے متعلق توہین آمیز الفاظ استعمال کئے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں حشرات الارض کی نجاست کی جگہ میں چھپایا۔ سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضورؑ نبی اکرم ﷺ کا مسیحؑ سے تقابل کرتے ہوئے یہ فرمار ہے ہیں کہ مصیبت کے وقت مسیحؑ کو آسمان پر لے جانے کا عقیدہ رکھنا اور نبی اکرم ﷺ کو غارِ ثور میں چھپانا مسیحؑ کی نبی اکرم ﷺ پر فضیلت ثابت کرنے کے مترادف ہے۔

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے اس کے ہر یک پہلو سے ہمارے نبی ﷺ کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق جس کا کچھ حد وحساب نہیں حضرت مسیح سے ہی ثابت ہوتا ہے مثلاً آنحضرت ﷺ کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں۔ اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کے چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قرب کا مکان کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا۔" (تحفہ گولڑویہ ۔ صفحہ:70۔ روحانی خزائن جلد 17۔ صفحہ 205)

بعض بدبخت ایسے بھی ہیں جو یہ الزام لگاتے ہیں کہ سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نبی اکرم ﷺ کے روضہ مبارک کو ان کے چھپنے کی جگہ قرار دے کر، نعوذ باللہ، اسے حشرات الارض کی نجاست کی جگہ کہہ رہے ہیں۔ غالبًا ان کی نظر سے یہ عبارت نہیں گزری یا گزری ہے تو مجرمانہ کارروائی کرتے ہوئے اسے چھپا دیا ہے جس میں ان کے ایک مسلّمہ بزرگ نبی اکرم ﷺ کے غار ثور میں داخل ہونے کو حشرات الارض کی طرح داخل ہونا کہہ رہے ہیں۔

"سبحان اللہ ایک وقت وہ تھا کہ حضور اکرم ﷺ کو آیاتِ کبریٰ دکھانے کے لئے عرش اعلیٰ پر لے جایا گیا اور ایک روز ایسا بھی آیا کہ کفار کے خوف سے حشرات الارض کی مانند غار میں داخل کیا گیا۔" (مدارج النبوت از شیخ عبد الحق محدّث دہلوی۔ ترجمہ مفتی غلام معین الدین نعیمی۔ جلد دوم صفحہ 89)

گالیاں نکلوانے کا موجب بننے کے الزام کی حقیقت

جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے

بعض غیر احمدی مخالفین سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ انہوں نے گویا مسیحیوں اور آریوں کے خلاف سخت تنقید کا آغاز کیا جس کے ردِّ عمل کے طور پر انہوں نے اسلام اور نبی اکرم ﷺ کے خلاف بدزبانی کی۔ گویا ان کی بدزبانی کا موجب بھی سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ٹھہرایا گیا اور "نیکی برباد گناہ لازم" کے مصداق اسلام کی حمایت کا پہلو پس پشت ڈالتے ہوئے اسلام پر بدزبانی کا موجب بننے کا الزام عائد کر دیا۔ ان میں ایک صاحب شورش کاشمیری صاحب تھے جنہوں نے اپنی کتاب تحریک ختم نبوت میں اس الزام کو پیش کیا لیکن، جیسا کہ کہتے ہیں کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے، انہوں نے اس کتاب میں پہلے یہ بیان کیا کہ اس دریدہ دہنی کی ابتداء مسیحی علماء اور انگریز حکمرانوں نے کی تھی لیکن آگے چل کر اس کو شروع کرنے کا الزام سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لگا دیا۔

"سر ولیم میور 1868ء میں یوپی کا لیفٹیننٹ گورنر تھا۔ اس بدبخت نے رسول اکرمؐ کے خلاف ہندوستان میں سب سے پہلے تحریری بدزبانی کی نیو رکھی اور ایک کتاب حیاتِ محمدؐ (LIFE OF MUHAMMAD) تصنیف کی" (صفحہ:17)

"جب ان کے پاؤں اچھی طرح جم گئے تو مسلمانوں کو مجادلے کی طرف سے پلٹا دینے کے لیے انگلستان سے پادریوں کی ایک کھیپ درآمد کی گئی۔ انہوں نے یہاں آکر قرآن واسلام پر ریک حملوں کا آغاز کیا۔ حضور سرورِ کائنات کی ذات پر کیچڑ اچھالا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ علماء جو اب تک جہاد کے محاذ پر تھے اس سے ہٹ کر مناظرے کے میدان میں آگئے اور صورتحال یکسر تبدیل ہو گئی" (صفحہ:19)

"ہندوؤں میں آریہ سماج ایک پروگریسو فرقہ اٹھ رہا تھا، سوامی دیانند اس کے بانی تھے۔ میرزا صاحب نے اس فرقہ کو ہدف بنا کر ہندو دھرم پر رکیک حملے کئے۔ نتیجۃً آریہ سماج نے رسول اکرمؐ اور قرآن و اسلام کے خلاف دریدہ دہنی کا آغاز کیا۔ اسی طرح میرزا صاحب نے عیسائی مشنریوں کے خلاف یُدھ رچایا۔ حضرت مسیح سے متعلق نازیبا زبان استعمال کر کے محمد عربی (فداہ اُمی وابی) کے خلاف مشنریوں کی زبان کھلوائی؛ نتیجۃً پنجاب کے مسلمان جہاد سے روگرداں ہو کر ہندو دھرم اور عیسائی مذہب سے نبرد آزما ہو گئے۔" (صفحہ:24)

”مرزا صاحب نے آریوں اور عیسائیوں کے خلاف محاذ قائم کیا تو اس کا مقصد مسلمانوں اور ہندوؤں میں انگریز کی سیاست کے مطابق تنفّر و تصادم پیدا کرنا تھا۔ میرزا صاحب گل کھلانے میں کامیاب ہو گئے۔ ہندو مسلم فساد کی نیو رکھی۔ دوسرا عیسائیوں سے مناظرہ محض مناظرہ ہوتا تو گوارا تھا لیکن مرزا صاحب نے حضرت مسیحؑ کے خلاف دریدہ دہنی کا انبار لگا دیا۔ حضرت مریم کی اہانت کی۔ اس سے پادریوں کو رسول کریم کے خلاف یاوہ گوئی کا حوصلہ ہوا اور قرآن و سیرت کے خلاف رکیک سے رکیک زبان استعمال کی“ (صفحہ :29)

دور حاضر کے علماء کی تحریروں میں سخت الفاظ

مخالفینِ احمدیت سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر سخت کلامی کا الزام لگاتے ہیں لیکن خود ان کا اپنا یہ حال ہے کہ اپنے ہی علماء کے خلاف گالیوں اور سخت الفاظ پر مشتمل زبان استعمال کرتے ہیں اور اسے دین کی خدمت گردانتے ہیں۔ ذیل میں ملاحظہ فرمایئے چند حوالہ جات بمصداق مشتے از نمونہ خروارے!

ایک دیوبندی عالم، محمود عالم صفدر صاحب اوکاڑوی، کی کتاب ”انواراتِ صفدر“ میں غیر مقلد علماء کو گدھے، کتے، خنزیر، کیڑے، بے غیرت اور حرام زادہ کہا گیا ہے۔

چھوٹا گدھا بڑا گدھا

”نماز با جماعت میں امام کی تابعداری کے بارہ میں بہت تاکید آئی ہے اور امام مسجد کی تابعداری کی بجائے مخالفت کرنے والا چھوٹا گدھا اور امام اعظم کی مخالفت کرنے والا بڑا گدھا۔ اور امام کی مخالفت کرنے والے غیر مقلد کو گدھا، کتا، خنزیر تک کہا گیا ہے۔ ہاں اتنا فرق ہو گا کہ ایک مسجد کے امام کی مخالفت کرنے والا چھوٹا گدھا ہو گا اور امام اعظم کی مخالفت کرنے والا بڑا گدھا ہو گا۔“ (صفحہ 23)

کیڑے

”الحاد کی مثال کیڑوں کی سی ہے جو فصل کو تباہ اور خراب کرتے ہیں۔ کوئی کیڑا پھلوں کو، کوئی ٹہنیوں کو، کوئی جڑوں کو خراب کرتا ہے۔ کسی کیڑے کا نام مودودی ہے، کسی کا نام طاہر القادری ہے، کسی کا نام کیپٹن عثمانی ہے اور کسی کا نام اشاعت التوحید والسنّت ہے۔ یہ لوگ دین کے ثابت شدہ مسائل کا انکار کرتے ہیں۔ کسی نے فقہ کا انکار کر دیا، کسی نے حدیث کا انکار کر دیا، کسی نے معراج کا انکار کر دیا اور کسی نے حیاۃ النبی ﷺ کا انکار کر دیا۔“ (صفحہ 25)

بے غیرت۔ حرام زادہ

”یحییٰ بن معین دس لاکھ احادیث کے حافظ تھے اور حنفی تھے غیر مقلد نہیں تھے امام محمد کے شاگرد تھے اور امام بخاری کے استاد تھے۔ غیر مقلد ایسے بے غیرت ہیں کہ بخاری، بخاری تو کہتے ہیں لیکن بخاری کے استاد کو نہیں مانتے جو اپنے دادا کو نہ مانے وہ حرام زادہ ہوتا ہے۔“ (صفحہ 40)

غیر مقلدوں کا کام بھونکنا

”غیر مقلد پورے دین کے دشمن ہیں کیونکہ ان کے دو ہی کام ہیں یا فقہاء کو بھونکنا یا صوفیاء کو۔“ (صفحہ 42)

اصلی، نسلی اور مادری زبان

ایک اہلحدیث عالم، حکیم محمود احمد صاحب نے ”علمائے دیوبند کا ماضی (تاریخ کے آئینے میں)“ کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جسے ادارہ نشر التوحید والسنۃ لاہور نے جولائی 2003ء میں شائع کیا۔ اس کتاب میں دیوبندی علماء کی انگریز حکومت سے وفاداری، نام نہاد جہاد، فرقہ واریت اور عقیدہ ختم نبوت کے متعلق حوالہ جات کے ساتھ ساتھ ان کی غیر اخلاقی اور سوقیانہ زبان کا بھی ذکر کیا گیا ہے۔ صفحہ 345 سے لے کر 349 تک ایک دیوبندی عالم مولانا عبد الحق صاحب کی علمائے اہلحدیث کے متعلق غیر اخلاقی زبان کا نمونہ زیر عنوان ”مولانا عبد الحق صاحب کی اصلی نسلی اور مادری زبان جو انہوں نے ہم عقیدت مندوں کے لیے استعمال کی ہے“ نقل کرنے کے بعد صفحہ 349,350 پر مصنف لکھتے ہیں:

”یہ رسیلی زبان ماشاء اللہ آپ کی اصلی اور نسلی زبان ہے اور مولانا سرفراز صاحب کی تربیت نے اس کو چار چاند لگا دیئے ہیں اور مولانا اپنے اس بچے کی رس بھری زبان پر جتنا بھی ناز کریں تھوڑا ہے مولانا صاحب کے پاس جو بھی بیٹھ گیا اس کی فطرت بدل گئی انسانوں کے زمرے سے نکال کر اسے نیش عقرب عنایت فرما دیتے ہیں یہ دیکھو بھولا بھالا حبیب اللہ ڈیروی کتنی بھولی بھالی صورت منہ میں زبان نہیں اب آپ ان کی کتاب نور الصباح اٹھا کر دیکھیں کسی اہلحدیث کا نام عزت سے نہیں لیا یوں معلوم ہوتا ہے جیسے کوئی اجڈ گنوار ہے جسے تمیز تک نہیں۔ چلو ہماری تو کوئی بات نہیں مگر اس جناب نے امام بخاریؒ اور امام ابن حجرؒ تک کو نہیں بخشا اور وہ زبان استعمال کی ہے کہ الامان والحفیظ۔ مولانا کے شاگردان گرامی قدر نے ایک رسالہ غیر مقلدین کے ڈھول کا پول لکھا جس کے مصنف ملک اعوان جانباز اور نصر اللہ راشد ہیں۔ اس رسالہ کی اخلاقی سطح کا اندازہ کرنے کے لئے صرف ایک حوالہ کافی ہے۔ مڈیالہ تیگہ کے اہلحدیث عالم نے کہا کہ فاتحہ نہ پڑھنا ثابت کرنے والے کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ مولانا جانباز صاحب فرماتے ہیں منہ مانگے انعام میں بہت کچھ آ جاتا ہے اس لیے اپنے قریبی ہم سفر سے مشورہ کر لیں کہیں انعام دے کر پچھتانا نہ پڑے، جب علماء کی اخلاقی سطح اس قدر پست ہو جائے تو پھر ایسے داعیانِ اسلام کی وجہ سے اسلام سے نفرت کا سبب تو بن سکتے ہیں اور اسلام کو نقصان تو پہنچ سکتا ہے فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔“

خاتم المکلبین

اس کے بعد صفحہ 352 پر حکیم محمود احمد صاحب ایک اور دیوبندی عالم مولانا احمد علی صاحب کی اپنے طالبعلموں اور ساتھیوں سے نہایت گندی اور بازاری زبان کے چند نمونے بیان کرنے کے بعد، جسے یہاں نقل کیا اشارۃً بھی بیان نہیں کیا جاسکتا، لکھتے ہیں:

"مولانا غیر مقلد بیچارے کیا گستاخی کریں گے آپ مقلدین کی شرافت کا نمونہ ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی محمد حسن سنبھلی جو مولانا قاسم نانوتوی کے شاگرد تھے فوائد حاشیہ شرح عقائد میں گل افشانی فرماتے ہیں: یہ ٹولہ (اہلحدیث) باغی حرام کمائی کرنے والا قنوجی خدا کا جسم ماننے والا فرعون کی امت سے ہے، خدا کو مخلوق سے تشبیہ دینے والا اپنی عورتوں کی زنا کی کمائی کھانے والا بدعات کا پاد مارنے والا کبھی آواز اور کبھی بغیر آواز کے ساتھ اور اماموں کی شان میں بدزبانی کرنے والے (صفحہ 141) اسی کتاب میں یہ بھی لکھا ہے: اس ملت وہابیہ کے چار خلفاء ابن تیمیہؒ ابن قیمؒ اور شوکانیؒ بمصداق تین چوتھا ان کا کتا ہے اور جب ابن حزم اور داؤد ظاہری کو ساتھ ملایا جائے تو چھ ہو جاتے ہیں اور بمصداق قرآن پانچ چھٹا ان کا کتا غیب کی اٹکلیں لگاتے ہیں اور خاتم المکلبین کی مثال کی طرح ہے اس پر وزن ڈالو تو بھی ہانپتا ہے اور نہ ڈالو پھر بھی ہانپتا ہے۔ (صہ 102)"

گالیوں کا پلندہ

ایک اور اہلحدیث عالم، ارشاد الحق اثری صاحب، اپنی کتاب "تنقیح الکلام" میں صفحہ 19 پر ایک دیوبندی عالم کی بدزبانی کا ذکر کرتے ہیں۔ یہ کتاب ادارہ العلوم الاثریہ منٹگمری بازار فیصل آباد نے ستمبر 2004 سنہء میں شائع کی ہے

"حال ہی میں مولانا صفدر صاحب کے تلمیذ رشید جناب مولانا حبیب اللہ ڈیروی شیخ الحدیث جامعہ قاسم العلوم فقیر والی کی کتاب "توضیح الکلام پر ایک نظر" طبع ہوئی۔ کتاب کیا ہے؟ گالیوں کا پلندہ، بدتمیزی کا شاہکار اور غیظ وغضب کا اظہار۔ ذرا جناب شیخ الحدیث صاحب کی زبان ملاحظہ ہو۔ "بدبخت اثری، کاش ظالم انسان تجھے ماں نے نہ جنا ہوتا" (ایک نظر: ص 203)۔۔ تمھیں شرم وحیا کرنا چاہیے، پانی میں ڈوب مرنا چاہیے (ص۔222)۔۔ محرفین وخائنین وخادعین وغالین (ص 191)۔۔ میاں مٹھو چبل چبل (ص 163)"

گالیوں کا جواز

جماعت احمدیہ کے ایک اشد مخالف مولوی انور شاہ کشمیری کی فارسی زبان میں لکھی گئی کتاب "خاتم النبیین" کا ترجمہ وتشریح کرتے ہوئے مقدمہ میں مولوی یوسف لدھیانوی انور شاہ کشمیری کی بانیٔ جماعت احمدیہ کے خلاف نفرت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ وہ اُن کا نام لیتے ہوئے گالیاں دیا کرتا تھا اور ان گالیوں کا جواز ان الفاظ میں دیا کرتا تھا:

" فرماتے تھے کہ "لوگ کہیں گے کہ یہ گالیاں دیتا ہے فرمایا کہ ہم اپنی نسل کے سامنے اپنے اندرونی درد دل کا اظہار کیسے کریں، ہم اس طرح قلبی نفرت اور غیظ وغضب کے اظہار کرنے پر مجبور ہیں۔ ورنہ محض تردید وتنقید سے لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ تو علمی اختلافات ہیں جو پہلے سے چلے آتے ہیں۔" (صفحہ 24)

خطباء کا لب ولہجہ

استاد جامعہ بنوریہ وناظم شعبۂ تصنیف وتالیف، مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب اپنی تالیف "ندائے منبر ومحراب" (ناشر صدف پبلشرز، کراچی تاریخ اشاعت جنوری 2005ء) جلد اوّل، صفحہ 13 پر اپنے خطباء کا لب ولہجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

"ہمارے عام خطباء کا لب ولہجہ اب بھی وہی ہے جو کچھ عرصہ پیشتر متحدہ ہندوستان میں رواج پا گیا تھا۔ چند رٹی رٹائی حکایات ہیں، کچھ منتخب لطائف ہیں، مخالفوں پر ننگی تنقید اور واضح سبّ وشتم ہے۔ موضوع میں نہ ربط ہے نہ تسلسل، تقریر میں نہ یکسانیت ہے نہ ہم آہنگی۔ اور تعجب اس پر ہے کہ ایسے خطباء کو مسلسل سُن سُن کر عوام کا مزاج ایسا بگڑ گیا ہے کہ وہ اس انداز کے عادی ہو گئے ہیں۔ اور عوامی سطح پر ایسے خطباء کو پسند کیا جاتا ہے جن کی آواز پُرکشش ہو، جو قہقہے لگوائیں، جو کیچڑ اچھالنے میں ماہر ہوں۔ جو کسی مخالف پر کفر سے کم فتویٰ نہ لگاتے ہوں، جو نقّالی اور ایکٹنگ پر یدِ طولیٰ رکھتے ہوں۔'